رجسٹرڈ انگلینڈ نمبر

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر

میر حسن الدین بی اے ایل ایل بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر ۱۸ل

شرح چندہ
سالانہ .... لے
ششماہی .... بے
سہ ماہی .... عسہ

شرح چندہ
سالانہ .... لے
ششماہی .... بے
سہ ماہی .... عسہ

قیمت فی پرچہ (۲)

قیمت پرانا پرچہ (۴)

جلد (۴) | ۱۳ امرداد ۱۳۵۳ف | ۲۹ شعبان ۱۳۶۳ھ | ۱۹ اگست ۱۹۴۴ء شنبہ | نمبر (۱۹)

یورپ کا سیاسی مستقبل

مغربی ممالک جنگ کے بعد کونسی طرز حکومت اختیار کریں گے؟

دار العوام میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مسٹر چرچل نے کہا کہ متحدین نے اس پالیسی کا تصفیہ کرتے وقت کہ جرمنی غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈال دے اس امر کو پیش نظر رکھا تھا کہ جرمنی کے مزدور ممکن ہے کہ نازی حکومت کو تہ و بالا کر دیں اور کمیونسٹ نظام حکومت قائم کریں۔ برطانوی وزیر اعظم بالواسطہ طور پر تسلیم کرتے ہیں کہ ہٹلر کی شکست کے بعد جرمنی میں کمیونسٹ حکومت کے قیام کا امکان ہے۔ اس سے قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جنگ کے بعد یورپ کا مستقبل کیا ہوگا؟

یورپ میں جنگ کی رفتار متحدین کے موافق ہے۔ اور جرمنی ایک دفاعی جنگ لڑ رہا ہے تاکہ شکست کی ساعت میں تاخیر ہو۔ اس امر کو تسلیم کرتے ہوئے کہ نازیوں کی شکست جلد یا بدیر ہوگی سوال یہ ہے کہ یورپ کا مستقبل کیا ہوگا! اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ اکثر یورپی ممالک کی سرحدوں میں تبدیلی ہوگی۔ جنگ کے بعد پولینڈ کی سرحد قبل جنگ پولینڈ سے مختلف ہوگی۔ روس نے کرزن لائن کو ابھی سے اپنے مغربی حدود قرار دیا ہے اور پولینڈ کے باشندوں سے یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ اس کے معاوضہ میں انہیں مشرقی پرشیا کا حصہ دیا جائے گا۔ بہر حال اس امر سے متعلق ہیں کہ یورپ کا جغرافیائی حالات پر کیا اثر ہو سکتا ہے۔ موجودہ جنگ نے یورپ کو درہم برہم کر دیا بلکہ اس جنگ کے پیچھے ایک عظیم الشان انقلاب نمودار ہوا ہے۔ روس سے امریکہ اور برطانیہ کے اتحاد نے یورپ کے مسئلہ کو بہت پیچیدہ بنا دیا ہے۔ اگرچہ اسٹالن نے کمیونسٹ انٹرنیشنل کو برخاست کر دیا ہے لیکن اس نے کمیونزم کے مسلک کو ترک نہیں کیا۔

کمیونزم کو پہلی سیاسی کامیابی اس وقت حاصل ہوئی جبکہ ماسکو کانفرنس میں امریکہ، برطانیہ اور روس نے مشترکہ طور پر اقوام یورپ سے یہ وعدہ کیا کہ انہیں اس طرز حکومت کو منتخب کرنے کا اختیار ہوگا جس کے تحت وہ زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ یہ وعدہ دور رس نتائج کا حامل ہے۔ بادی النظر اس کا مفہوم ہے کہ یورپ کے کسی ملک کو نازی یا فاسسٹی طرز حکومت اختیار کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ لیکن اگر کوئی ملک سویٹ نظام حکومت اختیار کرنا چاہے تو امریکہ اور برطانیہ اعتراض نہیں کر سکتے۔ سرخ فوج کی کامیابیوں نے کمیونزم کے وقار کو یورپ میں بڑھا دیا ہے اور ہر قوم میں سویٹ روس کا اثر بڑھتا جا رہا ہے۔ سویٹ روس کے دستور میں جو تبدیلیاں کی گئی ہیں یورپ میں اس نظام کی اشاعت کو آسان بنا دیا ہے کیونکہ سویٹ یونین کی ہر وحدت کو کامل آزادی دیدی گئی ہے اور اس کو بیرونی آزاد ممالک سے سیاسی تعلقات قائم کرنے کا اختیار حاصل ہو گیا ہے۔ اس کا جو مفہوم ہے وہ بہت وسیع ہے۔ یورپ کا کوئی ملک سویٹ یونین میں شریک ہوئے بغیر کمیونسٹ بن سکتا ہے اور جب تک یہ ملک اپنی کامل آزادی برقرار رکھے امریکہ یا برطانیہ مداخلت نہیں کر سکتا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایسا ملک سویٹ روس کے زیر اثر رہے گا۔

یورپ میں کمیونزم کے لئے زمین صاف کرنے کے علاوہ سویٹ لیڈروں نے استونیا، لاٹویا، لیتھونیا اور نیز پولینڈ، فن لینڈ اور رومانیہ کے بعض حصوں پر اپنے حق کا ادعا کیا ہے۔ امریکہ اور برطانیہ روس کے اس مطالبہ کو تسلیم کریں گے۔ ان ممالک سے قطع نظر جن پر روس اپنے حقوق کا ادعا کر رہا ہے یورپ کے باقی ممالک دو حصوں میں منقسم ہیں۔ ایک طرف بلجیم، ہالینڈ، ڈنمارک، ناروے اور سویڈن کی آئینی بادشاہتیں ہیں جو قبل جنگ طرز حکومت کو قائم رکھنا چاہیں گی۔ لیکن ان ممالک کے متعلق قطعیت کے ساتھ کوئی بات کہنا ابھی قبل از وقت ہے۔ ممکن ہے انہیں قبل جنگ صورت حال کو قائم رکھنے کی اجازت دی جائے۔ لیکن اصل مسئلہ متوسط یورپ کے ممالک اور بلقان سے متعلق ہے۔ ان ممالک میں جرمنی، اٹلی، ہنگری، بلغاریہ، رومانیہ، فرانس، یونان، یوگوسلاویہ اور البانیہ شامل ہیں۔ اسپین پر علیحدہ طور پر غور کرنا چاہئے۔ ان سب ممالک میں اہم ترین مسئلہ جرمنی کا ہے۔

کیا قیام امن کی خاطر جرمنی کے ٹکڑے کر دئے جائیں گے یہ ایک حل طلب سوال ہے۔ اسٹالن کو جرمنی کے ٹکڑے کرنے کے خیال سے اختلاف ہے کیونکہ اس نے بارہا اعلان کیا ہے کہ جرمنی کے باشندے تباہ نہیں کئے جا سکتے کیونکہ جرمنی کے چھ کروڑ باشندے کسی ایک طرز حکومت کو اختیار کر سکتے ہیں۔ وہ طرز حکومت کیا ہے جو جرمنی کے لئے اسٹالن کے ذہن میں ہے؟ جرمنی شاہی کی طرف عود نہیں کر سکتا۔ گذشتہ جنگ کے بعد جرمنی نے مغربی جمہوریت کی آزمائش کی اور ناکام رہا ہے۔ جس وقت جرمنی کمیونسٹ انقلاب کی سرحد پر پہونچ چکا تھا ہٹلر نازیت کا مسلک لے کر نمودار ہوا۔ منطقی اعتبار سے نازیت کا قلع قمع جرمنی کو کمیونزم کی طرف لے جائے گا۔ ہٹلر کی حکومت کی جگہ شریف نظام حکومت کا قیام اسٹالن کی سب سے بڑی فتح ہوگی۔ کمیونسٹ فلسفہ کے نقطۂ نظر سے موجودہ جنگ اسی کشمکش کی ایک کڑی ہے جس میں ۱۹۲۳ء سے جرمنی کمیونسٹ

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱۰) پر

مملکت ہفتہ وار

جلد ۴	۱۳ اسفندار ۱۳۶۳ف	نمبر ۱۹

مولوی سید فضل اللہ صاحب توجہ فرمائیں

چاول کی قیمتوں میں حالیہ اضافہ کے بعد ملک کو غذائی مسئلہ ازسرنو موضوع بحث بن گیا ہے۔ یہ استدلال کہ کھڑی چاول کے محدود ذخائر کو احتیاط سے صرف کرنے کی خاطر اس کی قیمت میں اضافہ کیا گیا ہے قابل فہم ہے لیکن جو چیز ناقابل فہم ہے وہ یہ ہے کہ جوار اور موٹے چاول کی قیمتوں کے تفاوت کو برقرار رکھتے ہوئے ان دونوں اجناس کی قیمتیں کیوں نہیں گھٹائی گئیں۔ جیسا کہ مولوی سید فضل اللہ صاحب نے پریس کانفرنس کو یقین دلایا تھا ملک میں اجناس خوردنی کی قلت دکھائی نہیں دیتی البتہ قیمتوں کے بڑھ جانے سے اجناس خوردنی عوام کی قوت خرید سے باہر ہو چکے ہیں اور یہی قحط کی ایک دوسری صورت ہے جو آسانی بالا نہیں بلکہ دفتریت کی پیدا کی ہوئی ایک مصیبت ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ کاشتکار کو اس کی محنت کے صلہ سے محروم کر کے قیمتیں گھٹائی جائیں بلکہ ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ حکومت بھی کچھ نقصان برداشت کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ بصیغہ امداد منافع کی مجتمعہ رقم کا اس سے بہتر مصرف نہیں ہو سکتا کہ وہ ملک کے ناداروں اور معذوروں کو غذا پہنچانے اور کم از کم جوار اور موٹے چاول کی موجودہ قیمتوں کو گھٹانے میں کام آئے۔ ہم محسوس کرتے ہیں کہ یہ مسئلہ اتنا آسان نہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے لیکن تدبر سے الجھے ہوئے مسائل سلجھ سکتے ہیں۔ آنریبل مسٹر غلام محمد غریبوں کے ہمدرد بھی ہیں اور مالیات کے ماہر بھی۔ پس ہم توقع کرتے ہیں کہ قیمتوں کے مسئلہ پر دوبارہ غور کیا جائے گا اور کوئی تشفی بخش صورت نکالی جائے گی۔

مواضعات سے جو اطلاعات وصول ہو رہی ہیں ان سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں غلہ موجود تو ہے لیکن نہ تو قیمتوں پر موثر نگرانی ہے اور نہ سرکار کی جانب سے کوئی معقول انتظام۔ نتیجتہً گاؤں کا مزدور پیشہ طبقہ جو سال بھر برسر روزگار نہیں رہتا غذا کے حصول میں دقتیں محسوس کر رہا ہے۔ مختصر یہ کہ وہ سرمایہ دار اور ذخیرہ بازوں کی نفع اندوزی کا شکار بنا ہوا ہے۔ اس کا ایک علاج یہ ہو سکتا ہے کہ مواضعات کو حلقوں میں تقسیم کر کے ہر حلقہ میں کم از کم ایک سرکاری دوکان کھول دی جائے تاکہ چور بازار سرد پڑ جائے۔

ایک اور بات جس کی جانب محکمہ رسد کو متوجہ کرنا ہم ضروری سمجھتے ہیں یہ ہے کہ غلہ صاف کرنے والے گوداموں کے قائم نہ ہونے کی وجہ سے اچھے قسم کا چاول آج بھی عوام کو میسر نہیں آ رہا ہے۔ راشن بندی کو نافذ ہوئے تقریباً چار ماہ کا عرصہ ہو چکا ہے اگر اس مدت میں بھی حیدرآباد کنٹرول کارپوریشن کھانے کے قابل چاول فراہم کرنے کی صلاحیت پیدا نہ کر سکا تو یہ چیز ضرور ارباب مقتدر کی فوری توجہ کی محتاج ہے۔ چاول میں کونڈا اور دھان کا تناسب حسب سابق موجود ہے۔ اس پر قیمتوں کا اضافہ ستم ظریفی نہیں تو کیا ہے؟ محکمہ رسد کی پریس کانفرنس پر تبصرہ کرتے ہوئے ہم نے لکھا تھا کہ:

> مولوی ریاض الدین صاحب کے بیان سے جہاں یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ حیدرآباد میں بحیثیت مجموعی غذا کی کمی نہیں وہاں یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ چاول کی حد تک محکمہ رسد کا موقف کمزور ہے۔ اس لیے یہ سمجھتے ہوئے کہ چاول کی خریدی کی بہت بڑی ذمہ داری حیدرآباد کنٹرول کارپوریشن پر عائد ہوتی ہے۔ اگر یہ ادارہ محکمہ رسد کے بنائے ہوئے پروگرام کے مطابق کھلے بازار میں چاول خریدے تو پھر چاول کھانے والوں کو کوئی زحمت یا پریشانی نہ ہوگی۔
>
> اس بیان کی وضاحت کرتے ہوئے مولوی سید فضل اللہ صاحب نے جو تقریر کی اس سے ظاہر ہوا کہ جوار اور باجرہ ممالک محروسہ میں کافی سے زائد مقدار میں موجود ہے۔ ان اجناس کو اس لیے محفوظ کر لیا گیا ہے کہ اگر چاول اور گیہوں توقع کے مطابق دستیاب نہ ہوں تو جوار اور باجرہ کے ذریعہ اس کمی کو پورا کیا جائے گا لیکن مولوی فضل اللہ صاحب کے بیان کے مطابق یہ آخری صورت ہوگی۔ اس اثنا میں کوشش کی جا رہی ہے کہ پچاسی ہزار پیکر گیہوں درآمد کیے جائیں اور زائد از ضرورت پیکی جوار یا باجرہ کو برآمد کر کے اس کے معاوضہ میں چاول حاصل کیے جائیں۔ اسی طرح آٹھ سو ٹن جوار کے معاوضہ میں آٹھ سو ٹن گیہوں حاصل کیے جائیں۔ اگر یہ کوشش بار آور ہو جائیں تو تبدیل غذا کی نوبت نہ آئے گی اور ہر شخص کو وہی غذا ملے گی جس کا وہ عادی رہا ہے۔

گو ہمیں اب تک یہ معلوم نہ ہو سکا کہ چاول درآمد کرنے کے لیے کوشش کی گئی یا اور اس کوشش میں کس حد تک کامیابی ہوئی!

سنہ ۵۴ء کا غذائی پروگرام کیا ہوگا اس کا اعلان جلد سے جلد ہو جانا چاہیے تاکہ کاشتکار، تاجر اور صارفین واقف ہو جائیں کہ آئندہ سال انہیں کس صورت حال سے نپٹنا ہے۔ جہاں تک ہم نے سنا ہے لیوی کی تحریکی اسکیم توقع کے مطابق کامیاب نہیں رہی۔ ضرورت ہے کہ اس اسکیم پر نظرثانی کی جائے۔ صدر المہام بہادر مال کی ایک حالیہ تقریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ اورنگ آباد، عثمان آباد اور بیڑ میں بھی کی اسکیم نافذ کرنا پیش نظر ہے جس کے تحت حکومت کو وہیں رعایا کے لیے غذا فراہم کرنی کی ذمہ داری قبول کرنی پڑی ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو حکومت کو ابھی سے ایک ایسی مشنری تیار کر لینی چاہیے جو ان اہم اور سنگین فرائض کو دیانت داری اور حسن خوبی سے انجام دے سکے۔

دودھ کی فراہمی کا مسئلہ دن بدن اہمیت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ ہر ہائنس شہزادی صاحبہ برار کی کمیٹی نے حکومت کو اس جانب متوجہ کرنے کی ضرورت محسوس کی ہے۔ بمبئی میں دودھ کی فراہمی اور تقسیم کو جہاں تک اخبارات سے ظاہر ہوتا ہے کامیاب طریقے پر حل کیا گیا ہے۔ کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ کسی موزوں افسر کو بمبئی بھیج کر اس کی ضروری تربیت دلائی جائے۔

یہ چند مسائل ہیں جن کی جانب ہم مولوی سید فضل اللہ صاحب کی توجہ مبذول کرانا ضروری سمجھتے ہیں۔

مسئلہ تنگبھدرا

تازہ اطلاعات کے ایک اعلامیہ میں یہ بتلایا گیا تھا کہ نمائندگان حیدرآباد اور مدراس کے درمیان تنگبھدرا کے دیرینہ قضیہ سے متعلق ایک سمجھوتہ ہو چکا ہے۔ اس اعلامیہ کی اشاعت کے بعد ہر طرف سکوت اور خاموشی ہے۔ عوام کو نہیں معلوم ہو سکا کہ آیا وہ سمجھوتہ ایک باقاعدہ بین الحکومتی معاہدہ کی صورت اختیار کر چکا یا نہیں۔ اگر ایسا نہیں ہوا ہے تو اس مرحلہ کو جلد سے جلد طے کر لینا ضروری ہے۔ دوسری بات جس پر حکومت کو ...

نہیں پڑی ہے کہ مدراس اور میسور نے آپس میں جو معاہدہ کر لیا تھا اور جس کی وجہ سے حیدرآباد میں کافی تشویش پیدا ہو گئی تھی اب کس نوبت پر ہے؟ کیا وہ منسوخ ہو چکا یا ہنوز برقرار ہے؟ اگر برقرار ہے تو کیا حیدرآباد کا مفاد ایسے معاہدہ کی موجودگی میں محفوظ ہے؟ اخبارات سے یہ معلوم ہوا کہ میسور نے طے کر لیا ہے کہ وہ تمام پانی جو مدراس کی موجودہ ضروریات آبپاشی کے لئے غیر ضروری ہے میسور کا حق متصور ہوگا۔ اگر یہ خبر صحیح ہے تو حیدرآباد کو اس کے خلاف شدید احتجاج کرنے کی ضرورت ہے اور یقیناً یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو آزادی تلافی کا متقاضی ہے۔ میسور کوئی ایسا معاہدہ مدراس سے نہیں کر سکتا جس کا مضر اثر حیدرآباد پر پڑے۔ جب اس غلطی کا ارتکاب ہو چکا ہے تو اس کی اصلاح بھی ضروری ہے اور حیدرآباد ہی کو یہ حق پہونچتا ہے کہ وہ احتجاج کر کے اصلاح کرائے۔ اہل ملک یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ حکومت سرکار عالی نے اس مسئلہ میں کونسا موثر قدم اٹھایا۔ عوام یہ بھی معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ جب دریائے تنگبھدرا پر ایک مشترکہ پراجکٹ کی تعمیر کا فیصلہ ہو چکا ہے تو حکومت سرکار عالی نے اس پراجکٹ کے ضمن میں کیا ابتدائی تیاری شروع کی ہے۔ آبپاشی کا اتنا بڑا کام کس قابل انجنیئر کے سپرد کیا جائے گا؟ یہ مسئلہ بھی حکومت کی توجہ چاہتا ہے۔

ہمیں امید ہے کہ حکومت سرکار عالی نواب علی نواز جنگ بہادر کے ماہرانہ اور برادرانہ مشورہ سے ان مسائل کو جلد طے کرے گی۔ اب جبکہ نواب زین یار جنگ بہادر امور سررشتہ کے صدر المہام ہو چکے ہیں ہمیں یقین ہے کہ یہ امور ملک کے مفاد کے مطابق خوش اسلوبی سے طے ہوں گے۔

گفتگوئے مفاہمت کی کامیابی کے لئے دعا

مولوی میر اکبر علی خاں صاحب کی اپیل

حیدرآباد۔ ۔ ممبر مولوی میر اکبر علی خاں صاحب بیرسٹر نے حسب ذیل صحافتی بیان جاری کیا ہے۔

" یہ امر ہر محب وطن کے لئے باعث اطمینان ہے کہ مہاتما گاندھی اور قائد اعظم کی ملاقات ۱۹ اگست روز شنبہ مقرر ہوئی ہے۔ مسئلہ کی اہمیت اور نزاکت اس کی متقاضی ہے کہ اس موقع پر کم سے کم کہا جائے لیکن اس خواہش اور تمنا کا واجب الاحترام قائدین کی خدمت میں پہنچانا ضروری ہے کہ ہر ہندوستانی اس کے لئے بیتاب ہے کہ ملک کی دو اہم جماعتوں میں جلد سے جلد کوئی تصفیہ ہو۔ سمجھوتہ ہونے کی صورت میں آزادی کے حاصل کرنے میں جو سہولتیں پیدا ہوں گی وہ اظہر من الشمس ہیں۔ اس کے علاوہ اس اتحاد کی وجہ موجودہ جنگ میں اتحادیوں کے مقاصد کو آگے بڑھانے میں جو غیر معمولی قوت کا اضافہ ہوگا وہ دوررس اور فیصلہ کن نتائج کا موجب ہوگا۔ موجودہ حالات کے اعتبار سے مہاتما گاندھی اور قائد اعظم ہی اس پیچیدہ اور پریشان کن مسئلہ کا حل نکال سکتے ہیں۔ جو اعتماد ان بزرگوں کو حاصل ہے وہ ایک عرصہ تک کسی قائد کو حاصل ہونا ممکن نہیں اس لئے میری استدعا ہے کہ ہر محب وطن اس گفتگوئے مفاہمت کی کامیابی کے لئے دعا کرے اور ہزارہا اپنی طرف سے ان دونوں حضرات کی خدمت میں برقیے روانہ کرے کہ ہم گفتگوئے مفاہمت کی کامیابی کے لئے بصدق دل متمنی ہیں۔ مجھ کو امید ہے کہ حیدرآباد کے جملہ سیاسی ادارے اس خصوص میں توجہ فرمائیں گے۔"

ہندوستان کی آزادی اور والیان ریاست

مسٹر اے کالیشور راؤ کا بیان

بیجواڑہ۔ ۱۳ اگست:۔ ہز ہائی نس مہاراجہ بیکانیر کے اس حالیہ بیان کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہ "والیان ریاست اپنے کو آئندہ ہندوستان سے علیحدہ تصور نہیں کرتے۔ بلکہ وہ متحدہ ہندوستان میں باعزت حصہ ادا کرنے کے لئے آمادہ ہیں" حکومت مدراس کے سابق پارلیمانی سکریٹری مسٹر اے کالیشور راؤ ایک صحافتی بیان میں کہتے ہیں "یہ ایک موقتی اعلان ہے جو انتہائی وطن پرستی کے احساسات پر مبنی ہے"۔

آگے چل کر مسٹر کالیشور راؤ کہتے ہیں: "جنگ کے فوری بعد ہندوستان کی آزادی حاصل کرنے اور بعد والی جنگ ایک حقیقی قومی حکومت کے قیام کے لئے ممکنہ کوشش کی جانی چاہئے۔ مجھے کامل یقین ہے کہ اگر کانگریس مسلمانوں اور والیان ریاست کے مابین ایک باعزت سمجھوتہ طے پا جائے تو دنیا کی کوئی طاقت ہندوستان کو حصول آزادی سے محروم نہیں کر سکتی۔" (ا۔پ)

جاپان ـــ اہم اقوال

"ہم جاپان سے لڑ رہے ہیں۔ یہ دشمن جرمنوں سے بھی زیادہ ظالم اور خطرناک ہے جب تک جاپانیوں کی چیرہ دستی کا قلع قمع پوری طرح نہ کر دیا جائے۔ اس وقت تک ہندوستان میں امن ترقی اور اطمینان ہو نہیں سکتا۔"

"ہماری آئندہ زندگی اور دنیا کی تہذیب جاپان کو شکست دے کر ہی باقی رہ سکتی ہے۔ جاپانیوں کو ایک بہت بے رحم اور وحشی نسل بنایا گیا۔ جن کا مقصد صرف لوٹ مار اور غارت گری ہے۔ ایشیا کی خوش حالی کے متعلق جو باتیں بناتے ہیں وہ محض نمائش اور یاوہ گوئی ہے۔"

"ہماری اتحادی قومیں اسے خوب سمجھتی ہیں۔ ہمیں اپنے ساتھیوں کی مدد ہر ممکن کوشش اور طریقے سے کرنی چاہئے نہ صرف اس لئے کہ وہ ہمارے ساتھی ہیں بلکہ اس لئے کہ ہمارا اپنا فائدہ بھی ان کے ساتھ وابستہ ہے۔"

"ہمیں جاپان کو شکست دینا ہے اس لئے اپنے تن، من، دھن سے دریغ نہ فرمائیے۔"

(مجلس قیام امن مملکت آصفیہ)

گاندھی جناح ملاقات میں التوا

بمبئی۔ ۱۷ اگست۔ چونکہ مسٹر جناح کی طبیعت خراب ہو گئی ہے اس لئے انھوں نے مسٹر گاندھی کو التوائے ملاقات کے سلسلہ میں یہ تار دیا ہے۔

"مجھ کو بہت زیادہ افسوس ہے کہ میں بخار سے پڑ گیا ہوں اور ڈاکٹروں کے تحت پڑا ہوں۔ ہفتہ ۱۹ اگست کو آپ سے ملاقات ناممکن ہے۔ طبیعت ٹھیک ہوتے ہی میں آپ کو ملاقات کی تاریخ سے مطلع کروں گا۔"

(ا۔پ)

زیادہ غلہ اُگانے کی مہم کو مزید تقویت

کاشتکاروں کے مفاد کا تحفظ

غذا ہماری ایک اہم ترین اور بنیادی ضرورت ہے اور "خوردن برائے زیستن" اور "زیستن برائے خوردن" کے اصولوں پر عمل کرنے والوں کے درمیان در اصل بہت معمولی فرق ہے کیونکہ دونوں بہرحال رابطۂ جسم و جان کو برقرار رکھنے کے لئے غذا کو ضروری تصور کرتے ہیں۔ کچھ عرصہ سے غذا کی قلت نے ... مسئلہ کی شکل اختیار کرلی ہے اور دنیا کے اکثر ممالک کی معاشی حالت جنگ کی وجہ سے متاثر ہو گئی ہے۔ اس مشکل کو حل کرنے کا واحد طریقہ یہی ہے کہ اشیاء خوردنی کے زیر کاشت رقبہ اور مقدار پیداوار میں اضافہ کی تدبیریں اختیار کی جائیں۔ اسی بنا پر حکومت سرکار عالی نے بھی ہندوستان کی دوسری حکومتوں کی طرح زیادہ غلہ اُگانے کی مہم جاری کی ہے لیکن اس ضمن میں یہ بات بہت پریشان کن ہے کہ حکومت سرکار عالی کی اس کوشش کے باوجود کاشتکار دوسری زیادہ نفع بخش اشیاء کے بجائے غلہ کی کاشت کریں اور غلہ کے زیر کاشت رقبہ نمایاں اضافہ ہو گیا ہے چنانچہ حالیہ زرعی اعداد و شمار سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ گذشتہ آٹھ برس میں کپاس اور مونگ پھلی کے زیر کاشت رقبہ میں بہت اضافہ ہو گیا اور اجناس خوردنی کے زیر کاشت رقبہ کو ... پہونچا ہے۔ کپاس کے زیر کاشت رقبہ میں تقریباً دس لاکھ ایکڑ اور مونگ پھلی کے زیر کاشت رقبہ میں تقریباً دو لاکھ ایکڑ کا اضافہ ہوا۔ اور اس کے برعکس جوار کے زیر کاشت رقبہ میں ۱۰ لاکھ ایکڑ اور گیہوں کے زیر کاشت رقبہ میں ایک لاکھ ۲۰ ہزار ایکڑ کی کمی ہو گئی۔

ایسے نازک زمانہ میں جب کہ غلہ کی پیداوار کو اس حد تک بڑھانا لازمی ہے کہ وہ ملک کی ضروریات پوری کر سکے غلہ کے زیر کاشت رقبہ میں کمی اور دوسری پیداواروں کے زیر کاشت رقبہ میں اضافہ نہایت مضرت رساں ہے۔

غلہ کی کاشت میں اضافہ کی تدبیریں

حکومت سرکار عالی نے زیادہ غلہ اُگانے کی مہم کو زیادہ تقویت دینے کی تدابیر اختیار کی ہیں اور کاشتکاروں کو ہر طرح سے یہ ترغیب دی ہے کہ وہ دوسری اشیاء کے بجائے غلہ کی کاشت کریں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) خارج کھاتہ اور پرمپوک اراضیات پر اجناس خوردنی کی کاشت کرنے والوں کو مالگزاری میں معافی دی گئی اور متعدد اضلاع میں افتادہ اراضی بنیجر زمینات کے بستہ قطعوں اور قطعوں کے افراد کو کاشت کرنے کے لئے دی گئی۔

(۲) جو اراضیات وسائل آب پاشی سے سیراب ہوتی ہیں ان پر پہلے سال تو پورا تری معاوضہ معاف کر دیا گیا اور دوسرے سال چوتھائی تیسرے سال نصف چوتھے سال تین چوتھائی اور پانچویں سال پورا تری معاوضہ عائد کئے جائیں۔

(۳) شور اور دلدلی زمینوں کے لئے خصوصی مراعات دی گئیں۔

(۴) گذشتہ دو سال کے عرصہ میں سررشتہ زراعت کو ۳۲ لاکھ روپیہ دئے گئے تاکہ وہ تخم اور کھاد وغیرہ واجبی نرخ پر بطور تقاوی تقسیم کرے کے لئے استعمال کئے جائیں اور اس سال بھی ۳۰ لاکھ کی ایک رقم کاشتکاروں کو تقاوی قرضے دینے کے لئے مختص کر دی گئی ہے۔

(۵) ممالک محروسہ میں آلو کی کاشت کو ترقی دینے کے لئے ایک خاص اسکیم منظور کی گئی ہے اور حکومت اس کی مالی امداد کر رہی ہے۔

(۶) حکومت نے ترکاریوں کی کاشت کے لئے ایک اور اسکیم منظور کی ہے جس کے مصارف کا تخمینہ ۲۰ لاکھ کے قریب ہے۔ اس اسکیم میں تقاوی قرضے بھی شامل ہیں۔

(۷) کوڑہ کرکٹ سے کھاد تیار کرنے کا کام مرکزی زرعی تحقیقاتی مجلس کے اشتراک عمل سے شروع کیا گیا ہے اور اس طرح جو کھاد تیار ہوگی وہ عنقریب اشیاء خوردنی بالخصوص ترکاریوں کی کاشت کرنے والوں کے لئے کثیر مقدار میں فراہم کی جائے گی۔

(۸) ممالک محروسہ کے مختلف وسائل آبپاشی سے سیراب ہونے والے رقبہ میں کاشت کو ترقی دینے پر خاص طور سے توجہ کی جا رہی ہے چنانچہ مرکزی مجلس ترقیات نظام ساگر نے دو لاکھ روپے سالانہ اس غرض سے منظور کئے ہیں کہ علاقہ نظام ساگر میں کاشتکاری کو فروغ دیا جائے۔

(۹) حکومت نے کپاس اور مونگ پھلی پر زائد محصول لگانے کا فیصلہ کیا ہے جو کپاس کی حد تک مالگزاری کا دوگنا اور مونگ پھلی کی حد تک مالگزاری کا تین گنا ہوگا۔ لیکن یہ زائد محصول ان کاشتکاروں سے وصول نہ کیا جائے گا جو حکومت کے مقرر کردہ تناسب کے مطابق ان نفع بخش فصلوں کے ساتھ ساتھ منظورہ اشیاء خوردنی کی بھی کاشت کریں گے۔ اس کی عمل کاشت کے بارے میں یہ طے کیا گیا ہے کہ یا تو کپاس کی آٹھ قطاروں کے ساتھ اجناس خوردنی کی بھی کم از کم پانچ قطاریں لگائی جائیں یا سررشتہ زراعت کے حسب مشورہ دو فصلی کاشت کی جائے۔

(۱۰) حکومت نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ کپاس اور مونگ پھلی پر محصول فروخت عائد کیا جائے۔

مزید تدابیر

مذکورہ بالا تدابیر کے علاوہ مقدار پیداوار میں اضافہ کے لئے بھی حسب ذیل تدبیریں اختیار کی گئی ہیں

الف۔ تقریباً (۳۰۰۰۰) ایکڑ اراضی کے لئے بطور تقاوی بہتر قسم کے تخم کی تقسیم۔

ب۔ چاول کے زیر کاشت (۱۰۰۰۰) ایکڑ رقبہ کے لئے بطور کھاد استعمال کرنے کی غرض سے مونگ پھلی کی کھلی کی تقسیم یہ کھلی کم قیمت پر فراہم کی جائیں گی اور بار برداری کے مصارف بھی حکومت برداشت کرے گی۔

ج۔ تقریباً (۱۰۰۰۰) ایکڑ رقبہ پر مشتمل دھان کے پودوں کی منتقلی کے لئے مالی امداد۔

د۔ علاقہ نظام ساگر میں تقریباً (۱۰۰۰۰) ایکڑ اراضی پر گیہوں اور جوار کی کاشت کا انتظام۔

کاشتکاروں کے مفاد کا تحفظ

کاشتکاروں کے مفاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے حکومت سرکار عالی نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ اگر ان کے پاس غلہ زائد مقدار میں موجود ہو تو اسے مشترکہ اراضی معہ پیداوار کے لئے مقررہ نرخ پر خرید لیا جائے۔ کاشتکاروں کو یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ آئندہ فصل میں غلہ کی کاشت میں اضافہ کریں اور نفع بخش فصلوں کے ساتھ ساتھ منظورہ اشیاء خوردنی کی بھی کاشت کریں۔

ہندوستان میں معاشی کنٹرول

پروفیسر ... بنگلور نے انجمن طلبائے ... کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ معاشیات جنگ کا اصل مقصد یہ ہے کہ ملک کے تمام وسائل کو مساعی جنگ کے لئے پوری طرح کام میں لایا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ سیول آبادی کی ضروریات کا ایک حد تک لحاظ کیا جائے تاکہ عوام کی صحت کارکردگی اور اخلاقی حالت پر مضر اثر نہ پڑے۔ پس معاشی نگرانی کا مقصد حسب ذیل ہے۔

(۱) معاشی وسائل کا رخ جنگی اغراض کے لئے سرعت کے ساتھ پھیرنا۔

(۲) اس کے ساتھ ساتھ عوام کی اقل ترین ضروریات کا لحاظ رکھنا۔

علاوہ ازیں اس لئے ضروری ہے کہ عوام کے مختلف طبقے مساوی طور پر ایک حد تک ایثار و قربانی سے کام لیں۔

موجودہ حالات جنگ کے تحت معاشی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس پر نگرانی کی ضرورت نہ ہو۔ پیداوار، قیمتیں، تجارت، نقل و حمل، کاروبار، روپیہ لگانا اور اشیاء کا صرف وغیرہ غرضکہ ان سب پر ایک حد تک نگرانی قائم کی جاتی ہے تاکہ زمانہ جنگ میں معاشی زندگی ایسی نگرانی کے تابع رہے۔ یہ بات ہندوستان پر بھی صادق آتی ہے۔

ہندوستان کی عجیب و غریب سیاسی صورت حال کی وجہ سے نہ تو حکومت ہند نے اور نہ عوام نے آغاز جنگ سے دو سال تک اس امر پر غور کیا کہ دوران جنگ میں معاشی و مالی پالیسی کیا ہونی چاہئے اور اس کے مضمرات کیا ہیں۔ حکومت نے افراط زر کی پالیسی اختیار کی لیکن جوں جوں صورت حال بگڑتی گئی کنٹرول کے مکمل ذریعے اختیار کئے گئے

نگرانی اغذیہ

اس طرح نگرانی اغذیہ کی حد تک ۱۹۴۱ء کے ختم تک کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ ۵ دسمبر ۱۹۴۱ء کو گیہوں کی قیمت مقرر کی گئی۔ اس کے جو نتائج برآمد ہوئے وہ ظاہر ہیں۔ بہار کے صوبوں کو مصائب سے دوچار ہونا پڑا بالآخر جولائی ۱۹۴۲ء میں گیہوں سے نگرانی اٹھالی گئی۔ اس تلخ تجربے کے بعد ہندوستان نے زیادہ موثر نگرانی اور مختلف علاقوں میں اشتراک عمل کی ضرورت محسوس کی۔ نومبر ۱۹۴۲ء میں کل ہند اغذیہ کانفرنس کے بعد ایک زیادہ جامع پالیسی مدون کی گئی۔ اس کے باوجود صورت حال کوئی بہتر نہ ہوسکی۔ ... جولائی ۱۹۴۳ء میں ... کمیٹی کی تشکیل دی گئی تھی جس نے سفارشات پیش کیں جو ... نتائج کی حامل نہیں۔ اس کے بعد حکومت ہند اور صوبہ جاتی حکومتوں کی غذائی پالیسی زیادہ حاوی اور جامع ہوگئی۔

ان تمام تجربات سے ملک کو شدید مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ جیسے سال گزشتہ بنگال کا قحط۔ آج بھی اس صورت حالات میں ... تبدیلی نہیں۔ آج جنگ کے پانچویں سال میں گزشتہ سال کے قحط کے اسباب دریافت کرنے اور قحط کے آئندہ انسداد کے لئے سفارشات پیش کرنے کے لئے ایک تحقیقاتی کمیشن کا تقرر کیا جانا عہدہ داروں کی کارکردگی اور دوراندیشی کو ظاہر کرتا ہے۔

بعض شہری رقبوں میں راشن بندی کی وجہ سے غذائی صورت حال بہتر ہے لیکن دیہی رقبوں کی حالت اطمینان بخش نہیں۔ بیرونی ممالک سے اجناس خوردنی درآمد کرنے کا وعدہ ابھی پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچا۔ اب بھی غذائی قحط کے بہت سے اندیشے زائل نہیں ہیں۔

نگرانی پارچہ کی ناکامی

نگرانی پارچہ کی بھی تقریباً یہی حالت ہے۔ معیاری کپڑا تیار کرنے کا خیال پہلی مرتبہ اکتوبر ۱۹۴۱ء میں پیش کیا گیا۔ اس کے بعد حکومت اور مالکان گرنی کے مابین یہ معاہدہ طے پایا کہ گرنیوں میں (۲۰) فی صد معیاری اور فوجی کپڑا تیار کیا جائے گا۔

اس صورت پر باقاعدہ قیمتوں کی نگرانی کے لئے کوئی طریقہ اختیار نہیں کیا گیا صرف یہ انتظام کیا گیا کہ معیاری کپڑے کی قیمت بازاری قیمت سے (۳۰) فی صد کم ہوگی۔ جولائی ۱۹۴۳ء تک جیسا کہ محکمہ صنعت و سیول رسد کے معتمد نے اعتراف کیا ہے معیاری کپڑے کی اسکیم ناکام ہوچکی تھی۔ اس کے بعد سوتی کپڑے کی نگرانی کا حکم ۱۷ جون ۱۹۴۳ء کو نافذ ہوا۔

اس حکم کے نفاذ اور مجلس نگرانی پارچہ کے قیام کے بعد کپڑے کے بہت سے ذخائر برآمد کئے گئے اور قیمتوں میں اگست ۱۹۴۳ء کی انتہائی قیمتوں کے مقابلہ میں (۵۰) فی صد تخفیف کی گئی اور مختلف صوبوں کو نسبتاً کم مقدار میں معیاری کپڑا سربراہ کیا گیا جو دیہی رقبوں تک پہنچ سکا۔ چوربازار کو روکنے کے لئے نئے کپڑے پر مہر لگائی گئی۔

تفصیلات سے قطع نظر یہ کہا جاسکتا ہے کہ نگرانی پارچہ کامیاب ہوئی اور اب معتمد یہ کہہ کر خوش ہوسکتے ہیں کہ سابقہ صورت حال سے اب حالت بہتر ہے لیکن کیا ہندوستان کے صارفین کو جن میں شہری اور دیہی دونوں شامل ہیں یہ موقع حاصل ہے کہ بازار میں اپنی اقل ترین ضروریات کو ایسی قیمت پر حاصل کرسکیں جو وہ ادا کرسکتے ہیں۔ اور جب تک ایسا نہ ہو نہیں کہا جاسکتا کہ نگرانی کامیاب ہوئی۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ مجلس نگرانی پارچہ کی تشکیل سے مستقل بڑی بے اطمینانی پائی جاتی ہے اور دوسرے ممالک کے تجربے سے ظاہر ہوتا ہے کہ کارخانہ داروں پر کارخانہ داروں کی نگرانی خطرے سے خالی نہیں۔

اور ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ انسداد ذخیرہ بازی و نفع اندوزی کے احکام زیادہ کامیاب نہ ہوئے۔ جہاں جہاں کسی شے پر نگرانی قائم کی جاتی ہے چوربازار وجود میں آجاتا ہے اور صارفین سے یہ کہا جاتا ہے کہ دکانداروں کے پاس مقررہ نرخ پر اشیاء نہیں مل سکتیں۔

ہندوستان جیسے وسیع ملک میں جس کے مختلف علاقے ایک دوسرے سے دور دراز فاصلوں پر واقع ہیں نگرانی کو موثر بنانا بالطبع دشوار ہے۔ اور جب عوام کا اشتراک عمل پورا حاصل نہ ہو تو دشواری اور بڑھ جاتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ صحیح طور پر معاشی نگرانی ایک قومی حکومت ہی قائم کرسکتی ہے۔ آج ہندوستان میں معاشی کنٹرول ناکافی اور ناقص ہے۔

موجودہ حالات میں دوران جنگ میں معاشی کنٹرول کے مختلف مقاصد ہوسکتے ہیں۔ مثلاً

(۱) افراط زر کا مزید اجرا روک دیا جائے

(۲) جس حد تک ممکن ہو اشیائے صرف کی پیداوار میں اضافہ کیا جائے۔

(۳) ہر قسم کی نگرانی بالعموم جنگی حوائج قیمتوں پر موثر نگرانی رہے۔

(۴) اشیائے صرف درآمد کرنے کی کوشش کی جائے

(۵) اغذیہ و شکر مہیا کئے جائیں۔

(۶) معاشی کنٹرول کے نفاذ کی حد تک عوام کا اعتماد حاصل کر لیا جائے۔

بہرحال یہ بات یقینی کہنا ضروری ہے کہ ہندوستان میں دوران جنگ میں معاشی کنٹرول کا مقصد محدود ہے لیکن اس محدود دائرے میں بھی یہ نگرانی زیادہ کامیاب نہیں ہوئی۔ اور مابعد جنگ تنظیم میں بالکل مختلف قسم کی نگرانی درکار ہوگی۔

لازمی پس اندازی کی اسکیم

معتمد صاحب فینانس کی تصریحات

حیدرآباد ۷ مہر۔ آج محکمہ فینانس کی دعوت پر جو پریس کانفرنس منعقد کی گئی اس میں نمائندگان صحافت سے معتمد صاحب فینانس حکومت سرکار عالی نے دستور العمل پس اندازی لازمی کی اس اسکیم کی تفاصیل اور مضمرات نیز نکات کو واضح کیا جسے حکومت سرکار عالی نافذ کررہی ہے اور جس کا اعلان کل سرکاری جریدہ میں کیا جائے گا۔ اسکیم کے نافذ کرنے کے وجوہات اور اس کی ضرورت کو معتمد صاحب فینانس نے حسب ذیل الفاظ میں پیش کیا:۔

موجودہ جنگ کی وجہ سے جو غیر معمولی حالات پیدا ہوگئے ہیں ان کا اثر خصوصاً افراط زر اور اشیاء کی کمیابی کی چڑھتی ہوئی قیمتوں میں نمایاں ہے۔ ملک کے تمام طبقات اور خصوصاً متوسط اور کم آمدنی والے اشخاص ان وجوہ سے زیادہ متاثر اور مشکلات میں مبتلا ہوگئے ہیں۔ ان میں بڑا حصہ افراط زر کا ہے۔ اب تک حکومت نے افراط زر کے مضر اثرات کے انسداد کے لئے مختلف تدابیر اختیار کی ہیں جن میں محصول درآمد سے ... قیمتوں پر نگرانی او...

بقیہ صفحہ (۱۰) پر

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلا تنقید

عملی سیاسیات میں طلبہ کا حصہ لینا ایک غلطی ہے اور اس سے کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہونچتا۔ اور اگر پہونچتا ہے تو شاید ان کو ۔۔۔ جنہوں نے اس کو اپنا پیشہ بنا لیا ہے اور جو طلبہ کو اپنا آلۂ کار بناتے ہیں۔ (ڈاکٹر سر غلام محمد)

ایک خبر رساں ایجنسی کا بیان ہے کہ گزشتہ ہفتہ زمرد محل تھیٹر میں یوم اتحاد منایا گیا اور:-

ہوا یہ ہے کہ ”آزادی حکومت قائم ہو۔ ہندو مسلم ایک ہو۔ کانگریس اور مسلم لیگ ایک ہو۔ آزاد مرہٹواڑہ، کرناٹک اور اتحاد المسلمین ایک ہو“ کے نعروں سے زمرد محل گونج اٹھا۔

ہمارے خیال میں ایک نعرہ چھوٹ گیا وہ ہے۔ ”اندرا کانفرنس کے کیمونسٹ اور قوم پرست ایک ہوں“ چراغ کے نیچے اندھیرا کچھ ٹھیک نہیں معلوم ہوتا۔

ایک مراسلہ نگار تحریر کرتے ہیں کہ:-

کانگریس اور لیگ کے اتحاد کی تائید کرنے کے لئے جو جلسہ زمرد محل میں ہوا تھا اس میں تقریر کرتے ہوئے کامریڈ نارائن ریڈی نے مملکت آصفیہ کے نزاعی مسائل پر تبصرہ کیا۔ بھلا میں نہیں سمجھا کہ مملکت آصفیہ کے نزاعی مسائل کو گاندھی جناح ملاقات سے کیا تعلق ہے۔ ایک مقصد کے لئے جلسہ منعقد کرنا اور غیر متعلقہ مسائل پر تبصرہ کرنا کہاں کی سیاست دانی ہے۔

یہ مراسلہ نگار صاحب بالکل سادہ لوح معلوم ہوتے ہیں۔ انہیں خبر نہیں کہ پروپگنڈے کے لئے موقع محل کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ دوسرے یہ کہ گاندھی جناح ملاقات شاید مملکت آصفیہ کے نزاعی مسائل پر غور کرنے کے لئے ہو رہی ہو جس سے کامریڈ نارائن ریڈی کے سوا دوسرے بے خبر ہوں۔

کمیونسٹوں کا جلسۂ یوم اتحاد۔

زمرد محل میں روسی پرچم کی نمائش۔

(اخباری سرخیاں)

جلسے نامہ نگار خصوصی کی اطلاع ہے کہ اس جلسہ میں ایک ترانہ بھی گایا گیا تھا جس کا ایک مصرعہ تھا:

روسی ہیں ہم وطن ہے ہندوستان ہمارا

دستوری اصلاحات سے متعلق ”ترجمان ملت“ کی تازہ ترین رائے ملاحظہ ہو:-

”حیدرآباد میں یہ ممکن ہے کہ ہندو مسلم سب مل کر ملک کی اقتصادی، علمی، معاشی و اخلاقی ترقی کے لئے کام کر سکتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اب اپنے سیاسی معاملات کو بھی غیر تصفیہ شدہ چھوڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حکومت نے جو اصلاحات دی ہیں انہیں قبول کرنا اور انہیں کامیاب بنانا ضرور مفید ہوگا۔“

”ترجمان ملت“ اور اصلاحات کو کامیاب بنانے کی فکر!۔ لوگ اس کو ایک کرشمہ یا انقلاب سے تعبیر کریں گے لیکن ہمارے خیال میں ع

آنچہ دانا کند کند ناداں

لیک بعد از خرابی بسیار

بنگال سے خبر آئی ہے کہ لوگ فاقوں سے مر رہے ہیں۔ ایک دوسری خبر یہ بھی آئی ہے کہ بنگال کے وزیر اعظم نے کرچی کے ”خون بنک“ میں تیسری مرتبہ خون دیا۔

معلوم ہوتا ہے کہ بنگال کی آب و ہوا غریبوں کے لئے بہت مہلک اور وزراء کے لئے خون آور ہے۔

سندھ کے ایم۔ منشی سابق کانگریسی وزیر فرماتے ہیں:

”آئندہ ہندوستان کے متعلق میرے خیالات وہی ہیں جو پہلے تھے اور ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی!“

پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں۔ ہندوستان سے مسلم اکثریت والے صوبوں کو علحدہ کرنے کے بعد جو کچھ باقی رہے گا وہ آئندہ ہندوستان ہی ہوگا۔

رسالہ ”سب رس“ کے تازہ نمبر میں ایک نظم شائع ہوئی ہے جس میں ترقی پسند مصنفین کو مخاطب کر کے دعوت عمل دی گئی ہے۔ اس نظم کا ایک شعر ہے:

کھول دیں آپ سب کے لئے قفل در میخانہ

حضرت جوشؔ کو سر حلقۂ رنداں کردیں

انجمن ترک مسکرات کیا کر رہی ہے!

گاندھی جی اور مسٹر جناح کی گفتگو کے مطابق

انگلستان میں دعا۔ (اخباری سرخیاں)

اور میں دیکھ کے کچھ کو تعجب تو کیا ہے

بہت دنوں میں ہوا ہے ملاپ مسلم و ہندو

پنڈت نریندر جی مہتمم آریہ پرتی ندی سبھا حیدرآباد نے گاندھی جی کے نام ایک برقیہ روانہ کیا ہے کہ:-

آریہ پرتی ندی سبھا حیدرآباد راجہ جی کے فارمولا کو ملک و قوم کے لئے ایک خطرۂ عظیم تصور کرتی ہے۔ پاکستان کے اصول کو تسلیم کرنے سے خانہ جنگی کی نوبت پیدا کر دی جائے۔

تو کیا یہ خانہ جنگی دھولپیٹ میں ہوگی؟

ہمارے ملک کے نوجوانوں کو اپنے ملک کے ماضی کا دامن پکڑ کر قدیم روایات کی کورانہ تقلید یا زبانی مدح سرائی میں مصروف رہنے کے بجائے اپنے ملک کی روایات کا اجتماعی زندگی کی ضروریات حاضرہ کی کسوٹی پر تجزیہ کرنا چاہئے اور پھر ان روایات کو ترک کر دینا چاہئے جو عمومی مفاد کے خلاف ہیں اور ان روایات کو اختیار کرنا چاہئے جو عہد جدید کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے میں ان کے معاون ہوں۔

(پیام)

ملک کے نوجوانوں کو ”ترجمان ملت“ جب تک عہد جدید کے خلاف لے چلنے کی کوشش کرتا رہے گا آگے بڑھنے کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوگی۔

طرز کہن پہ اڑنا آئین نو سے ڈرنا

منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

راشن بندی کی دوکان میں چاول کا سرقہ

(ایک خبر)

اضافۂ قیمت کا پیشا خطلافہ

ترکی کی خارجی حکمت عملی

جرمنی سے تمام تعلقات منقطع کر لئے گئے

ترکی نے جرمنی سے معاشی اور ڈپلوماسی تعلقات منقطع کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ پانچ سال تک قوتوں کے توازن کی سیاست پر عمل کرنے کے بعد آخر کار ترکی کا جھکاؤ اتحادیوں کی طرف ہو گیا۔ ترکی نے یہ فیصلہ کیوں کیا؟ آسان جواب تو یہ ہے کہ چونکہ اتحادی اب جیت رہے ہیں اس لئے ترکی بھی ہونہار کے شریک دل میں داخل ہونا چاہتا ہے لیکن یہ جواب ادھورا ہے۔ اس کو سمجھنے کے لئے ہمیں ترکی کی پانچ سالہ خارجی پالیسی کا بغور مطالعہ کرنا چاہئے۔

ترکی جمہوریت کے بانی کمال اتاترک نے اپنی خارجی پالیسی کی بنیاد سوویت روس کی دوستی پر رکھی تھی کیونکہ سوویت یونین ہی وہ ریاست تھی جس نے سب سے پہلے جمہوریہ ترکی کو تسلیم کیا تھا۔ اور سامراجی حملے کے وقت کمال اتاترک کو سامان حرب بھیجا تھا تاکہ وہ ان سازشیوں کو شکست دے سکیں۔ کمال اتاترک اچھی طرح جانتا تھا کہ سامنے یورپ میں سوویت یونین ہی ایک ایسا ہے جسے ترکی کی آزادی اور سالمیت عزیز ہے۔ چنانچہ اس نے تادم مرگ سوویت یونین کے ساتھ دوستی نباہی۔ ۱۹۳۸ء میں جب فاشزم کا خطرہ بڑھا تو کمال اتاترک نے برطانیہ سے بھی سمجھوتے کی خواہش ظاہر کی لیکن ان دنوں وہاں فاشسٹ نواز حلقوں کی حکومت تھی اس لئے اتاترک کی کوشش رائیگاں گئی۔

کمال اتاترک کی موت اور جرمنی برطانیہ کی جنگ نے ترکی کی خارجی پالیسی میں انقلاب عظیم برپا کر دیا۔ نئی حکومت نے کمال اتاترک کی بتائی ہوئی راہ ترک کر دی۔ سوویت یونین سے بے نیاز ہو گئے اور برطانیہ اور جرمنی یعنی دو سامراجی طاقتوں سے بیک وقت سلسلہ جنبانی میں مصروف ہو گئے تاکہ دونوں سے کچھ مراعات حاصل کر لیں۔ یعنی جمہوریت کے بجائے فسطائیت سے تعلقات بڑھائے جانے لگے۔ نئے زمین کی تسخیر کے خواب دکھائے جانے لگے۔ بلغاریہ اور یونان کے علاقوں پر للچائی نظریں پڑنے لگیں۔

۱۹۴۱ء کے وسط تک نازی فوجیں پورے یورپ کو تاخت و تاراج کر چکی تھیں اور ترکی کے دروازے پر کھڑی تھیں۔ ایسے وقت میں ترکی کے ان حلقوں کے اثر و اقتدار کا بڑھنا لازمی تھا جو نازیوں سے میل رکھتے تھے اور جہانگیری و جہانبانی کے فرسودہ خواب دیکھ رہے تھے۔ ان کے مطالبات بڑھتے گئے، ان کی تحریک زور پکڑنے لگی اور امور سلطنت میں ان کی مداخلت شدید ہو گئی۔ تین قسم کے ترک عنصر ان کی حمایت کر رہے تھے۔ پہلے وہ ترک رئیس تھے جنہیں سوویت ترکمانستان سے ترک کسانوں اور مزدوروں نے اپنے وطن سے در بدر کر دیا تھا۔ اور جو دوبارہ ان علاقوں پر حکومت کرنے کی سازشیں کیا کرتے تھے۔ دوسرے وہ پنشن یافتہ جنرل اور پروفیسر تھے جن کی تعلیم جرمنی میں ہوئی تھی۔ تیسرا گروہ جو سب سے زیادہ با اثر تھا تجارت پیشہ لوگوں کا تھا۔ کمال اتاترک کے زمانے میں ترکی سرمایہ داروں کی کڑی نگرانی ہوتی تھی۔ ترکی میں بیرونی تجارت کا محکمہ درآمد برآمد کی جانچ کرتا اور دیکھ بھال کرتا تاکہ کہیں تجارتی سامان کے ساتھ کسی ملک کے سیاسی اثرات تو ملک میں داخل نہیں ہو رہے ہیں۔ لیکن کمال اتاترک کے مرنے کے بعد گرفت ڈھیلی ہو گئی۔ چیزوں کی قیمتیں چار سو اور پانچ سو فی صد بڑھ گئیں اور نفع خوری کا بازار گرم ہو گیا۔ جرمنی نے اس صورت حال سے فائدہ اٹھایا۔ کرومیم حاصل کرنے کے لئے عام بازار سے چوگنا زیادہ قیمت پیش کی گئی۔ پچھلے ہی دنوں جرمنی کے وزیر خارجہ ربن ٹراپ نے ترکی تاجروں کو سبز باغ دکھایا اور دھمکی دی کہ اگر انہوں نے اتحادیوں کا ساتھ دیا تو ان کی تجارت چوپٹ ہو کر رہ جائے گی۔

ان تینوں گروہوں نے مل کر "تورانی تحریک" شروع کی۔ یہ تحریک نازی تحریک کی طرح نسلی بنیاد پر شروع ہو گئی تھی۔ اس کے دو مقاصد تھے۔ ترکی کے یہودی اور غیر مسلم ارمنی اور یونانی باشندوں کو شہری حقوق اور معاشی زندگی سے محروم کرنا۔ وسط ایشیا کے رہنے والے ترکوں کو اپنے ساتھ ملانا، دوسرے سوویت علاقوں کی آزاد ترک جمہوریتوں کو سلطنت ترکی میں شامل کر لینا۔ اس تورانی تحریک کے روح رواں نعمان منیمن جو غلو ترکی وزیر خارجہ اور نہال اتسز تھے۔ نہال اتسز خود کو چھوٹا ہٹلر کہا کرتا تھا۔ اس کی بیوی نے عدالت میں جو بیان دیا اس کے مطابق یہ شخص گھنٹوں آئینہ کے سامنے کھڑا ہو کر ہٹلر کی حرکات کی نقل کرتا تھا۔ جیسے جیسے ہٹلر کی فتح یاب فوجیں استالن گراڈ کی طرف بڑھتی گئیں ویسے ویسے اس جماعت کی سوویت دشمن شرارتیں بھی بڑھتی گئیں۔ فروری ۱۹۴۲ء میں تو نعمان جو غلو نے حد کر دی۔ دو روسی شہریوں کو فان پاپن سفیر جرمنی پر بم پھینکنے کے الزام کے سلسلہ میں گرفتار کر لیا گیا۔ درآنحالیکہ خود ترکی حکومت کے رجسٹروں کے مطابق وہ دونوں اس دن ترکی کی سرحد کے اندر بھی نہ تھے بلکہ وہ کبھی وہاں آئے تھے۔ ترکی دفتر خارجہ سوویت دشمن سازشوں کا مرکز بن گیا۔ اور اخبار و ریڈیو سے سوویت یونین کے خلاف دن رات زہر افشانی ہونے لگی۔ تورانی تحریک والے علم کھلا عظیم ترکی کی باتیں کرنے لگے۔

لیکن جمہوریت پسند ترک عناصر کے ہوائی قلعے جلد گر گئے۔ نازی فوجیں استالن گراڈ کی شکست کے بعد جانے پر مجبور ہو گئیں تو عصمت انونو نے بھی تورانی تحریک کی نسل پرستی کی مذمت کی۔ انہوں نے ایک تقریر کرتے ہوئے لوگوں کو اس تحریک کے خطرات سے آگاہ کیا اور کہا کہ وطن پرستی ضروری ہے لیکن ترکی کی موجودہ حدود کے اندر۔ یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ہم نسل پرستی کے سخت خلاف ہیں۔ اس کے ساتھ ترقی پسند اخبارات مثلاً تان، وطن، ینی صباح اور تا مین وغیرہ نے سوویت ترکی اتحاد کا مطالبہ شروع کر دیا۔ ڈاکٹر رشدی آراس کمال اتاترک کے دوست اور وزیر خارجہ بھی جو سیاست سے دست بردار ہو چکے ہیں "ینی صباح" میں مسلسل کئی مضامین لکھے جن میں اس تجویز کی تائید کی گئی۔ ترکی میں حکومت کی اندرونی اور بیرونی پالیسی کی مخالفت بڑھنے لگی۔ چنانچہ ماہ جون کو نازی نواز نعمان جو غلو وزیر خارجہ کو استعفیٰ دینا پڑا۔ ترکی کابینہ نے تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ وزیر خارجہ صاحب نے معاہدہ مونٹریو کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اور اتحادیوں کی ہدایتوں کو ٹھکراتے ہوئے جرمن کے جنگی جہازوں کو آبنائے باسفورس سے گزرنے دیا۔ اسی شام کو ترکی وزیر اعظم نے تقریر کی جس میں ترکی کی خارجی پالیسی وضاحت سے بیان کی گئی۔ انہوں نے کہا "ترکی اپنے اقتدار اعلیٰ کو اپنے حلیف برطانیہ، اپنے دوست اور ہمسایہ سوویت یونین اور اپنے دوست امریکہ کے خلاف ہرگز استعمال نہ کرے گا۔" اسی کے ساتھ تورانی تحریک کے سرغناؤں کی گرفتاری بھی عمل میں آئی۔

نازی جرمنی سے معاشی اور ڈپلوماسی تعلقات منقطع کرنے کا فیصلہ اسی بدلے ہوئے طرز عمل کی دلیل ہے۔ اس طرز عمل سے بلقان میں ہٹلر کے قدم اور سخت دھکا لگا ہے۔ اس طرز عمل نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ ترکی نے نئے علاقوں پر قبضہ کرنے کی پالیسی ترک کر دی ہے۔ اور جمہوریت پسندی اور پر امن ہمسائگی کی پرانی پالیسی پر عمل کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس سے موجودہ جنگ کو ختم کرنے میں مدد ملے گی۔

پرانی روایات کی اصلیت اور حقیقت پر غور کرو

کردار کی بلندی کے بغیر انسانی ترقی ممکن نہیں

طلبہ سے آنریبل مسٹر غلام محمد کا خطاب

حیدرآباد - ۱۳ اگست - "آپ کو ایک نئی دنیا کی تشکیل دینی ہے۔ جدید حیدرآباد کے آپ ہی لوگ معمار ہوں گے۔ عوام کی خدمت کا آپ کو ایک جدید معیار اور ایک نئی روایات قائم کرنی ہے۔" ان الفاظ میں کل شام نظام کالج یونین میں خطبہ افتتاحیہ ارشاد فرماتے ہوئے آنریبل مسٹر غلام محمد صدر المہام فینانس حکومت سرکار عالی نے طلبائے نظام کالج کو مخاطب فرمایا۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے آنریبل صدر المہام بہادر نے فرمایا کہ نوجوانوں کو ملک کی ترقی میں بہت اہم حصہ لینا ہے آپ نے کہا "سائنٹیفک تعلیم اور سائنٹیفک تحقیقات کو بنیاد قرار دیئے بغیر اور ہندوستان میں روزمرہ زندگی کے مسائل میں علی الخصوص زراعتی و صنعتی امور میں اس کے استعمال کے بغیر یہ ناممکن ہے کہ ہمارا ملک شاہراہ ترقی پر گامزن ہو۔ اس خصوص میں یہ اطلاع آپ کی انتہائی دلچسپی کا باعث ہوگی کہ آپ کے [illegible] فرمانروا نے جو بالکل سادہ زندگی بسر کرتے ہیں اور جنہیں ہمیشہ اپنی عزیز رعایا کی فکر رہتی ہے براہِ خود حیدرآباد میں صنعتی تحقیقاتی ادارہ کے قیام کے لئے پندرہ لاکھ روپیہ منظور فرمائے ہیں۔"

مسٹر غلام محمد نے طلبہ سے کہا کہ آپ کو اس پیغام عمل کی طرف راغب ہوکر جلد از جلد اس کی تکمیل کرنی ہوگی۔ آپ نے کہا "طلباء صرف ماضی پر نظر رکھ کر ان کی تکمیل نہیں کرسکتے حیدرآباد جیسے مقام پر جو روایات کا مخزن ہے اور جہاں لوگ منطقی استدلال سے بہت زیادہ عادی ہیں میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ اپنے اپنے دلوں کو ٹٹولیں۔ اس قسم کی روایات کو ایک سائنس داں کی طرح جو دارالتجربہ میں کسی کیمیاوی مرکب کو لے کر چھان بین کرتا اور تحقیقات کرتے ہوئے اس کی تہہ تک پہنچ جاتا ہے آپ بھی ان کی اصلیت اور حقیقت تک پہنچ جائیں۔"

جاگیرداری نظام پر اثر انداز ہونا چاہئے

آپ دیکھیں گے کہ یہ ریاست ابدمدت اور اس کی تنظیم کی اساس جاگیرداری نظام ہے جو قرون وسطیٰ سے عہد حاضر تک اندھیرے میں راہ تلاش کرتا اپنے قیام کی کوشش کرتا اور اس کو عہد جدید تک میں گھسٹتا ہوا زمانے کے ساتھ ساتھ ترقی کی راہ پر گامزن رہا ہے۔ اس بنیاد پر آپ کو بھی خاموشی اور صلاحیت کے ساتھ اثر انداز ہونا چاہئے تاکہ کوئی انتشار نہ ہو اور آپ کا مقصد اصلی ریاست ابدمدت کی بہترین اور وفادارانہ خدمت بہ احسن الوجوہ ادا ہوسکے۔

اعداد و شمار کا حوالہ دیتے ہوئے آنریبل مسٹر غلام محمد نے کہا کہ انہیں مذہب و ملت یا رنگ و نسل کے امتیاز کو جگہ دیئے بغیر عوام کی خدمت کرنا ہے۔ جس کے لئے غربت افلاس اور اسی قسم کی دوسری چیزوں سے ڈٹ کر مقابلہ کرنا پڑے گا۔ حکومت سرکار عالی مابعد جنگ کے سلسلہ میں بہت بڑے منصوبے رکھتی ہے۔ لیکن ان منصوبوں کے عملی صورت اختیار کرنے کے لئے اس کی ضرورت ہے کہ نوجوان کارکنوں کی ایک بہت بڑی فوج جس کی اچھی طرح تربیت ہوچکی ہو اور جو فنی طور پر مسلح بھی ہو ملک و مالک کی خدمت کے جذبہ کے ساتھ آگے بڑھے اور اس بلند مقصد کی تکمیل میں ہاتھ بٹائے۔

"اس کی کامیابی کا انحصار آپ لوگوں پر ہے آپ ہی اس نوجوان کارکنوں کی فوج میں حصہ لینے والے طلبہ اور طالبات موجود ہیں جن سے میری خواہش ہے کہ آگے بڑھیں اور ان منصوبوں کی کامیابی کے ارادوں کو مضبوط کردیں۔ ایک دن یہ منصوبے آپ لوگوں کی ہی ہمت سے پورے ہوں گے۔ کیا آپ اس کے لئے تیار ہیں! آپ کے کاندھوں پر بہت بڑا بوجھ اور بہت بڑی ذمہ داری ہوگی کیا آپ اس کے لئے تیار ہیں؟ ہمیں بہت سے اساتذہ بہت سے ڈاکٹروں انجینیروں ماہرین فن اور سب سے بڑھ کر منظم لوگوں کی ضرورت ہے۔ آپ کا کام بہت زیادہ حقائق پر مبنی ہے۔ ایک ایسا کام ہے جو اقتصادی اور سماجی تنظیم جدید سے تعلق رکھتا ہے اور جو لازمی طور پر قدیم روایاتی طریقوں اور رسوم سے علیحدہ کردے گا۔ یہ آپ جیسے پڑھے لکھے اور تعلیم و تربیت یافتہ عقلمند نوجوانوں کا کام ہوگا کہ حیدرآباد جدید کا پیغام دیہاتیوں تک پہونچائیں؟"

مسٹر غلام محمد نے فرمایا کہ اس ریاست ابدمدت کے اسی ۸۰ فیصد لوگ دیہاتوں میں آباد ہیں۔ ہم تمام ایک ہی نئے مقصد کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ کسی کو بھی اس پر کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے یہاں فرمانروا اور رعایا کے مابین جدوجہد کا سوال بھی نہیں اس لئے کہ مقاصد اور منزل دونوں بالکل عیاں ہیں دونوں کا مقصد عوام کا معیار زندگی بلند کرنا ہے۔"

کردار سازی کی اہمیت

تقریر جاری رکھتے ہوئے مسٹر غلام محمد نے کردار سازی پر زور دیا "میرا خیال ہے کہ کردار کی بلندی کے بغیر کسی قسم کی انسانی ترقی کا امکان نہیں ہے۔ کردار سے میرا مطلب محدود معنی میں کردار نہیں بلکہ وسیع معنی میں کردار ہے" اس کے بعد مسٹر غلام محمد نے بتایا کہ کس طرح کردار کی عدم موجودگی کے باعث ہندوستان میں زوال کا آغاز ہوا اور کس طرح ان لوگوں نے جن کے ہاں اقتدار تھا کردار کا ثبوت نہیں دیا اور عوام اپنی ذمہ داریوں کے احساس سے غافل رہے۔

"کیا آپ نے کبھی سنا ہے کہ کسی برطانوی جنرل یا برطانوی امیرالبحر نے دشمنوں کے ہاتھ اپنے منصوبے فروخت کردیئے۔ نہیں ہرگز نہیں کوئی انگریز بھی اس قسم کی چیز کا تصور تک بھی پسند نہ کرے گا۔ وہ بچپن سے ان روایتوں میں پلتا ہے کہ اس کی سب سے بڑی ذمہ داری عوام کے ساتھ ہے اس کا عام احساس ذمہ داری بہت بلند ہوتا ہے۔ اس کا جذبہ حب وطن حقیقت پر مبنی ہوتا ہے۔ ہمارے اسلاف نے کیا کیا۔ اپنی کمزوریوں کے باعث یا شخصی یا خانگی اغراض کے تحت انہوں نے اپنے ہی ساتھیوں پر مظالم ڈھائے جس کے نتیجے کے طور پر ہماری قدیم سلطنتوں کا شیرازہ بکھر گیا ہندوستان کی پوری تاریخ سترھویں صدی اور اٹھارویں صدی کے علی الخصوص چاپلوسی خوشامد عدم احساس ذمہ داری اور دغابازی و فریب اور غداری کے واقعات سے بھری ہوئی ہے آپ کا فرض ہے کہ آپ اس قسم کی کمزوریوں سے دور رہیں اور اعلیٰ کردار کے حامل کی طرح اچھے اور پاک عزائم رکھیں اور اس قسم کے تصورات تک کو ذہن کے کسی گوشہ میں جاگزیں نہ ہونے دیں۔

ملازمت واحد مقصد نہ ہونا چاہئے

مسٹر غلام محمد نے اس پر زور دیا کہ طلباء سرکاری ملازمت کو ہی اپنی زندگی کا واحد مقصد نہ بنالیں اور یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ ساری آرزوؤں اور تمناؤں کا یہی مرکز ہے جیسے جیسے اس ریاست ابدمدت میں تعلیم کی اشاعت ہوتی جائے گی اور میں یہ کہوں گا کہ نہایت سرعت کے ساتھ یہ ترقی کرتی جارہی ہے۔ اساسی پروگرام کے ساتھ جو ارباب تعلیمات نے ترتیب دیا ہے میں توقع کرتا ہوں کہ آئندہ دس سال میں اس میں بہت کچھ ترقی ہوگی۔ ایسی صورت میں یہ ناممکن ہوگا کہ سب نوجوانوں کو سرکاری ملازمتوں کے حصول کا موقع دیا جائے۔ اس لئے آپ کو چاہئے کہ اپنے نئے میدان تلاش کریں اور یہ میدان زرعی اور صنعتی شعبہ جات ہیں۔"

بدقسمتی سے حیدرآباد میں ہندوستان کے دوسرے مقامات کی طرح جو طریقہ تعلیم رائج ہے وہ زندگی کے حقائق سے بالکل دور ہوگیا ہے کہ نوجوانوں کی ایک کثیر تعداد اس قسم کی تعلیم حاصل کرچکی ہے جس کے باعث ان میں ذہنی قسم کے

قیمتی فنی جذبات پیدا ہو کے چلے جاتے ہیں۔ ہمیں ایسے لوگوں کی زیادہ ضرورت ہے جو زراعت کا میلان رکھتے ہوں۔ آپ کے پاس ایک شاندار جامعہ ہے اور نظام کالج بھی لیکن حیدرآباد میں زرعی کالج نہیں ہیں۔ انجنیروں کی اور ڈاکٹروں اور ہنرمندوں کی تعداد میں فن والوں کی ضرورت ہے۔

اگر میں ڈکٹیٹر ہوتا

آنریبل مسٹر غلام محمد نے طلباء کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ "اگر میں ریاست حیدرآباد کا آمر .... ہوتا تو دس سال کے لئے تمام آرٹس کالج بند کر دیتا" آپ نے کہا کہ آپ تمام کلیہ جات فنون اس لئے نہیں بند کر دیجئے کہ آپ تمدن اور تعلیم کے اعلیٰ اقتدار سے واقف نہیں بلکہ اس لئے کہ وہ نہیں چاہتے کہ تمدن کے نام پر ایسے نوجوانوں کی پیداوار ہو جو ادھوری تعلیم اور سرسری معلومات حاصل کر کے نکلیں اور جن میں استقامت نہ ہو اور جو در بدر نوکری اور روزگار کی تلاش میں پھرتے رہیں اور جنہیں اپنے ہاتھوں سے کام کرنے میں شرم محسوس ہوتی ہے۔ آپ نے کہا کہ آپ اس قسم کے (دلی) کو پسند نہیں کرتے جو ہندوستان کے لئے ایک لعنت ہے۔

جہاں تک مستقبل کا تعلق ہے مسٹر غلام محمد نے فرمایا کہ "قدرت نے حیدرآباد کو دولت، معدنی ذرائع اور دوسری چیزوں سے مالا مال کر رکھا ہے۔ آپ کو اپنا حصہ زمین کرید کر نکالنا ہے آپ کی دولت زمین میں مدفون ہے۔ ان چیزوں کو لے کر آپ کو حیدرآباد کی ترقی اور ملک و مالک کی بہبودی کے لئے کام کرنا ہے۔ آپ کو زمین میں سے وہ سب کچھ نکالنا ہے جس کا امکان ہے اور جسے آپ حاصل کر سکتے ہیں۔ وہ تمام اعلیٰ و ارفع چیزیں جنہیں آپ عصری علم کی وساطت سے باہر لا سکتے ہیں"۔

مسٹر غلام محمد نے اس کا انکشاف کیا کہ حکومت سرکار عالی کی اسکیم ہے کہ کثیر تعداد میں نوجوانوں کو ملک میں اور بیرون ہند فنی تربیت و تعلیم حاصل کرنے کے لئے اور اس نئے مقصد کے لئے تیار ہونے کے لئے روانہ کرے۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے دریافت کیا "لیکن یہ بتلائیے کہ آپ میں سے کتنے ایسے ہیں جو اس طرح کی خدمت کے لئے تیار ہوں اور اسے دوسری معمولی سرکاری خدمت پر ترجیح دیں۔ اس سوال کے جواب کا انحصار جامعہ عثمانیہ اور نظام کالج کے طلباء پر ہے اور یہ سوال مجھے توقع ہے کہ ارباب حیدرآباد آپ سے بہت جلد کریں گے"۔

مسٹر غلام محمد نے طلباء سے یہ اپیل بھی کی کہ وہ سرکاری ملازمتیں حاصل کرنے کے خوشامد کی چاپلوسی اور دھاندلی کے طریقوں کو ترک کر دیں اور ترجیح حاصل کرنے کے لئے محنت جوش اور بیلک خدمت کا جذبہ پیدا کریں کہ ہر کام کو انجام دیں۔

مسٹر غلام محمد نے تقریر جاری رکھتے ہوئے طلباء سے کہا کہ وہ بے راہ روی اور آزادی پر ترقی کریں۔ منظم، ضبط اور اپنے مقصد کے لئے محنت کرنا ترقی کی اساس ہونی چاہئے۔ طالب علم کی حیثیت سے آپ کو چاہئے کہ خود غور و فکر کی صلاحیتوں سے کام لیں اور طرز فکر کی تعلیم حاصل کریں۔ فرسودہ خیال کی جانب آپ کو توجہ کرنی چاہئے۔ آپ کے عمل کا دور اس وقت شروع ہوگا جبکہ آپ علمی اداروں سے چھوڑ چکے ہوں گے۔

"عملی سیاسیات میں طلباء کا حصہ لینا ایک غلطی ہے اور اس سے کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہونچتا اور اگر پہونچتا بھی ہو تو شاید ان سیاست دانوں کو پہونچتا ہوگا جنہوں نے اس کو اپنا پیشہ بنا لیا ہے اور جو طلباء کو اس کا آلہ بنائے ہوں"۔

آنریبل غلام محمد نے یہ کہتے ہوئے تقریر ختم کی کہ "رواداری اور دوسروں کے جذبات کا احترام خواہ وہ آپ سے اختلاف کیوں نہ رکھتے ہوں، منظم زندگی اور اپنے آپ امتحان لینے اور صحیح غور و فکر بھی اور مضبوط اساس ہونی چاہئے جس پر جدید حیدرآباد کی بنیادیں رکھی جائیں گی"۔

(ایسوسی ایٹیڈ پریس)

۲۲۔ ہندوستان کے سیاسی ارتقاء کے لئے دوسرا قدم آگے اٹھانے کی جیسا کہ اس نے دہلی میں کہا تھا۔

برطانیہ پر جرمنی پرواز کی بموں کی نسبت انھوں نے کہا کہ یہ برق آسا حملے یقیناً انتہی ہیبت ناک ثابت ہوتے ۱۹۴۰ء کے برق آسا حملے تھے۔ پرواز کی بم کی وجہ سے کی تعداد بہت کم ہے انھوں نے ان حملوں کو محض "شیطنت" کہا اور بتایا کہ یہ ایسا ہی ہے کہ ایک پہلوان جو چت ہو گیا ہے وہ منہ کو کاٹ کھا رہا اور تھوک رہا ہے۔

سر فیروز نے کہا کہ برطانیہ میں جنگ کے جلد ختم ہونے کی نسبت رجائیت کی فضا پائی جاتی ہے اور بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ ممکن ہے کہ جاپان جرمنی سے قبل شکست کھا جائے۔ ایک وجہ یہ ہے کہ جاپانی جہازوں میں بڑی کمی ہو گئی ہے اور جاپانی اپنے نقصان کی تلافی کرنے کے ناقابل ہیں۔ خود جاپانی محسوس کرتے ہیں کہ وہ ایک دفاعی جنگ لڑ رہے ہیں گو شاید ابھی انہیں یہ محسوس نہ ہوا کہ وہ ہاری ہوئی جنگ لڑ رہے ہیں۔ ایک بار جب جرمنی کا خاتمہ کر دیا جائے تو جاپان کے خلاف نقل و حرکت تیز تر ہو جائے گی۔

سر فیروز خان نون کی ارباب صحافت سے گفتگو

برطانوی ارباب صنعت کو مشورہ

نئی دہلی، ۱۵۔ اگست۔ سر فیروز خان نون نے جو حال ہی میں جنگی کابینہ اور مجلس شاہی دولت ہائے عظمیٰ کی کانفرنس میں ہندوستان کی نمائندگی کرنے کے لئے انگلستان جا کر آئے دہلی میں اپنا کام شروع کر دیا ہے۔

آج صبح ارباب صحافت سے گفتگو کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ وہ انگلستان واپس نہیں جا رہے ہیں۔ ان کو حکومت ہند نے اس کانفرنس میں اپنی نمائندگی کے لئے مختصر عرصہ کے لئے بھیجا تھا۔ اور اس فرض کی ادائی کے بعد واپس آ گئے۔ انھوں نے رکن دفاع کی حیثیت سے چارج لے لیا ہے۔ انگلستان میں انھوں نے ہندوستان کے معیار زندگی کو بڑھانے کی غرض سے ہندوستانی ارباب صنعت سے تعاون کے امکانات پر ممتاز برطانوی ارباب صنعت سے بحث و گفتگو کی اور ان کو بتایا کہ اگر ممالک متحدہ امریکہ اپنی معیشت کا تحفظ بنا کر اپنی قیمتوں کو قائم کرے اور تیرک کی بلند دیواریں کھڑی کر کے اپنے لوگوں کو وہ معیار زندگی دینے کے قابل ہو گیا ہے جو ممالک متحدہ برطانیہ کے معیار زندگی سے دگنا بلند ہے تو کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ سلطنت برطانیہ کے ۴۰۰ کروڑ باشندے ایسی ہی سعی نہ کریں۔ انھوں نے برطانوی ارباب صنعت کو مشورہ دیا کہ انہیں منافع میں حصہ کی اساس پر ہندوستان کو صنعتی بنانے میں مدد دینی چاہئے۔ ان کی رائے تھی کہ ہندوستانی کارخانوں میں ۵۰ لاکھ مزدوروں کو کھپنے سے بچانے ہم کو چاہئے کہ کم از کم ۲ کروڑ مزدوروں کو اس تو جنوب میں رکھیں کہ زراعت و صنعت میں ایک خاصا اچھا توازن قائم ہو جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ زرعی قیمتوں کو ایک ایسی سطح پر قائم کرنا پڑے گا جو زراعت کو منفعت بخش بنائے۔ ہندوستان بھاری سامان اور مشینی آلات درآمد کرتے رہیں گے اور سر فیروز کا خیال ہے کہ ہندوستان اپنی ضرورت کی چیزیں دوسرے بازاروں سے زیادہ سستے برطانیہ سے حاصل کر سکے گا لیکن وہ یہ ایسا نہیں کرتے ہیں کہ ہندوستان چاہے تو دوسرے ملک سے مشینیں درآمد کرے۔

ہندوستانی سیاسی تعطل کی نسبت انہوں نے یاد دلایا کہ انھوں نے برطانیہ میں ایک پبلک تقریر میں کہا تھا کہ جب تک کی حکومت مسلسل ہندوؤں سے یہ نہیں کہتی کہ آزادی تنگ نہیں مل سکتی۔ اس لئے کہ مسلمان اس سے متفق نہ ہوں گے اور پھر پلٹ کر مسلمانوں سے یہ کہ اس کی ان کو پاکستان نہیں مل سکتا کیونکہ متحدہ ہندوستان ایک بہت اچھی چیز ہے۔ سر فیروز کو شبہ نہیں کہ جب تک برطانیہ کی حکومت ہندو مسلم اختلافات کے وجود

یورپ کا سیاسی مستقبل

بقیہ سلسلہ صفحہ (اول)

انقلاب سے کٹ بنتا ہے۔ ہٹلر نے اس انقلاب کو روکا تھا اور اب ہٹلر کی شکست کے بعد نتیجتاً کمیونزم کا نمودار ہونا ایک قدرتی بات ہے۔

جرمنی کے بعد یورپ کا سب سے بڑا ملک فرانس ہے فرانس کے مستقبل سے متعلق پیش گوئی ذرا دشوار ہے۔ جنرل ڈیگال فرانسیسیوں کے عام رجحان کی نمائندگی کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ فرانس جرمنی اور برطانیہ یا امریکہ کے زیر اثر رہنا چاہتا ہے۔ اندازہ یہ کیا جا سکتا ہے کہ فرانس اپنی آزادی حاصل کرنے کے بعد ایک سیاسی انقلاب گزرے گا۔ عام طور پر یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ قبل جنگ فرانس کے سیاسی و معاشی نظام میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ اگرچہ مغربی جمہوریت کے اثرات فرانس کے باشندوں میں گہرے طور پر جاگزیں ہیں لیکن فرانس کی شکست نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ فرانس میں جو جمہوریت رائج تھی وہ بہت ناقص ہے۔ کمیونزم کو فرانسیسی نصب العین سے فطری تعلق ہے لیکن ملوکیت اور نوآبادیوں پر تسلط کو بھی پسند کرتا ہے۔ یورپ کے معاملات میں برطانیہ سے وہ زیادہ فرانسیسی اخلاق سے وابستہ ہو سکتا ہے۔ جنرل ڈیگال کمیونزم کا مخالف ہے اور اس کی وجہ سے فرانس کو سوویت اثرات سے دور رکھنے کی کوشش کی جائے گی۔

یہ ایک حیرت انگیز بات ہے کہ فاشسٹیت اور نازیت کے خلاف جنگ کرتے ہوئے متحدین نے اسپین کے ساتھ دوستانہ روش اختیار کی ہے جو فاشسٹی نصب العین کا پیرو ہے۔ اگرچہ فرانکو اور اسٹالن ایک دوسرے کے خلاف ہیں تاہم مسٹر چرچل فرانکو کے مدح خواں ہیں۔ اس سے عام خیال یہ پیدا ہوتا ہے کہ فرانکو کے ساتھ مسٹر چرچل کی یہ روش یورپ میں مخالف بولشویک محاذ قائم کرنے کا پیش خیمہ ہے۔ متحدین کی سیاست میں اسپین ایک اہم مسئلہ ہے۔

متوسط اور مشرقی یورپ کے مسائل زیادہ الجھے ہوئے ہیں۔ اس امر کی کافی شہادت موجود ہے کہ ان میں سے بعض ممالک قبل جنگ طرز حکومت سے بالکل غیر مطمئن تھے۔ جو تغیر وہ چاہتے ہیں ممکن ہے کہ وہ جمہوریت کی طرف نہ جائے۔ بجز چیکوسلاواکیہ کے متوسط اور مشرقی یورپ کے تمام ممالک نے گزشتہ جنگ کے بعد جمہوری طرز حکومت کو تجربہ کیا تھا لیکن جلد یا بدیر انہیں آمریت کی طرف رجوع کرنا پڑا۔ ان ممالک میں انقلاب کے آثار پیدا ہو گئے ہیں۔

بلقان کے باشندوں کو مغربی جمہوریت کے مقابلہ میں روسی آمریت زیادہ پسند آئے گی۔ اس کے علاوہ نسلی اور تہذیبی اعتبار سے مشرقی یورپ کی اکثر قومیں روس سے زیادہ تعلق رکھتی ہیں۔ اسٹالن نے جو جدید سوویت نظام اختیار

کیا ہے وہ ان چھوٹے ممالک کو کیونسٹ بننے میں سہولت پیدا کرے گا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنی آزادی اور قومی کو برقرار رکھ سکیں گے۔

بہر حال یہ ایک یقینی امر ہے کہ یورپ قبل جنگ حالت کی طرف عود نہیں کرے گا۔ یہ تصور کرنے کی کوئی سیاسی تاریخی یا نفسیاتی وجہ نہیں ہے کہ یوروپین اقوام جمہوری طرز حکومت اختیار کریں گی۔ لیکن زیادہ اہم بات یہ ہے کہ مابعد جنگ یورپ بیرونی ممالک کو اپنے مستقبل کے تعین میں مداخلت کی اجازت نہیں دے گا۔ برطانیہ اور امریکہ کی یہ خواہش ہوگی کہ یورپ پارلیمانی جمہوریت اختیار کرے لیکن روس کی یہ خواہش ہوگی کہ یورپ کمیونزم کو قبول کر کے ہمہ گیر مملکت قائم کرے۔ (اور نیٹ ڈیگل)

لازمی پس اندازی کی اسکیم

بقیہ سلسلہ صفحہ (۵)

تمباکو اور بناسپاتی گھی وغیرہ پر محصول شامل ہے۔ اس ضمن میں حکومت سرکار عالی نے ایک تجویز مرتب کی ہے جو پس اندازی لازمی کے نام سے موسوم کی گئی ہے۔

اس اسکیم کے تحت مختلف طبقات رعایا سے ان کے استطاعت کے مطابق امانتیں وصول کر کے سرکار میں محفوظ رکھی جائیں گی جو پانچ سال یا ختم جنگ سے ایک سال کے بعد جو صورت بھی پہلے واقع ہو مع سود بہ شرح ۲ فی صدی واپس کی جائیں گی۔ یہ امانتیں ٹیکس کی طرح نہیں ہوں گی بلکہ ادا کنندگان کو واپس کر دی جائیں گی۔

تین فوائد

اس تجویز سے ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ تمام طبقات ملک کی قوت خرید ایک حد تک کم ہو کر افراط زر کے انسداد کا باعث ہوگی دوسری طرف اسراف اور فضول خرچی سے اہل ملک محفوظ رہیں گے اور ان میں پس اندازی کی بہاں سخت ضرورت ہے عادت پیدا ہو جائے گی اور تیسرے ختم جنگ کے بعد جبکہ ملک کا معاشی توازن پستی کی جانب عود کرے گا اس وقت یہ مجتمعہ امانتوں کی واپسی معاشی امداد کا باعث ہوگی۔

اس اسکیم کو مرتب کرتے وقت یہ خاص طور پر ملحوظ رکھا گیا ہے کہ ملک کے کسی طبقے پر ادائی امانت بےجا تنگی کا باعث نہ ہو جائے لہٰذا اقل معیار جس پر امانت کا مطالبہ ہو سکے گا وہ (۲) ہزار سالانہ قرار دی گئی ہے۔ (۲) ہزار سے (۱۲) ہزار کی آمدنی تک امانت کا مطالبہ صرف بہ شرح ۴ فی صد ہوگا۔ ۱۲ ہزار سے ۲۵ ہزار تک ۵ فی صد اور انتہائی شرح ۵ لاکھ سے زائد آمدنی پر ۲۰ فی صد ہوگی۔ توقع کی جاتی ہے کہ ان لازمی امانتوں سے حکومت سرکار عالی کو تقریباً (۷۵) لاکھ روپے وصول ہوں گے جن کا اولین مصرف ملک کے ذرائع آمدنی کی ترقی ہوگا۔

اس دستور العمل میں اس امر کی گنجائش بھی رکھی گئی ہے کہ مقررہ آمدنی والے اشخاص پر ادائی امانت غیر ضروری بار ثابت نہ ہو۔ تنخواہ یاب اشخاص ...... جو انشورنس یا پراویڈنٹ فنڈ یا قرضہ قبلیسی کی ادائی میں اپنی اصلی تنخواہ کا ایک حصہ یا اس سے زائد بطور قسط ادا کرتے ہوں تو وہ ادائی امانت سے مستثنیٰ ہوں گے اسی طرح دیگر مقررہ آمدنی والے اشخاص جو انشورنس یا پراویڈنٹ فنڈ وغیرہ میں مجموعی آمدنی ادا شدنی امانت کی شرح سے دو چند زائد ادا کرتے ہوں وہ بھی ادائی امانت سے مستثنیٰ ہوں گے۔

تاجر اور جاگیردار

تجارت پیشہ اشخاص کے ساتھ یہ رعایت رکھی گئی ہے کہ اگر وہ تحت دستور العمل محصول زائد منافع ادا کرتے ہوں تو ان سے اس آمدنی پر مزید امانت کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔

جاگیرداروں کے ساتھ یہ رعایت رکھی گئی ہے کہ ان کی جملہ آمدنی پر امانت طلب نہیں کی جائے گی بلکہ بعد وضعات حقیقی اخراجات یعنی آمدنی پر ادائے معاوضہ کی صورت میں بعد تقسیم ہر حصہ دار کی انفرادی آمدنی یا محصول شدنی کا مطالبہ کیا جائے گا۔ زرعی آمدنی کی صورت میں بعد وضعات جملہ اخراجات زراعت خالص آمدنی پر امانت کا مطالبہ کیا جائے گا۔

متذکرہ بالا استثنیات کے علاوہ حکومت سرکار عالی کو یہ اختیارات بھی حاصل رہیں گے کہ بذریعہ اعلان کسی قسم کی آمدنی یا کسی طبقہ اشخاص کی کل یا جزو آمدنی کی بابت

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱۱)

جنوبی فرانس پر اتحادیوں کی یورش

روم ۱۵ اگست۔ بحیرۂ روم کے اتحادی سپہ سالار اعلیٰ جنرل سر ہنری میٹلنڈ ولسن نے آج اہل فرانس کے نام تقریر نشر کرتے ہوئے کہا۔

"متحدہ اقوام کی افواج جنوبی فرانس میں اتر گئی ہیں۔ ان کا مقصد جرمنوں کو نکال دینا اور ان اتحادی افواج کے ساتھ مل جانا ہے جو نارمنڈی سے بڑھ رہی ہیں۔ ان کارروائیوں میں فرانسیسی افواج اپنے اتحادی رفقائے جنگ کے دوش بدوش سمندر، خشکی اور فضا میں حصہ لے رہی ہیں۔ فرانس کی فوج پھر اپنے ملک میں آگئی اور فتح کی ساری روایات کے ساتھ اپنے ملک کی آزادی کے لئے اپنی سرزمین پر لڑ رہی ہے۔ ۱۹۱۸ء کو یاد رکھئے۔"

جنرل ولسن نے سلسلۂ تقریر جاری رکھتے ہوئے فرانسیسیوں، شہریوں نیز فوجیوں کو جنوب کی اس مہم میں اپنا اپنا فریضہ انجام دینا ہے۔ آپ پر ظاہر کر دیا جائے گا کہ آپ کا فریضہ کیا ہے۔ اتحادی نشریات، اعلانات اور ورقیوں پر توجہ کیجئے۔ ہر مرد اور عورت کو چاہئے کہ تمام ہدایات دوسروں تک پہنچا دیں۔"

جنرل ولسن نے اپنی نشری تقریر ان الفاظ پر ختم کی۔ "ہمیں چاہئے کہ اس لڑائی کو بعجلت ممکنہ ختم کر دیں تاکہ سارا فرانس از سر نو آزادی کی زندگی بسر کرنے لگے اور امن و صیانت کے حالات عود کر آئیں۔ فتح یقینی ہے۔ قدیم فرانس کی روح اور ان تمام امور کو دوام عطا کرے جن کا فرانس علمبردار ہے۔" جنرل ولسن نے انگریزی میں تقریر کی اور پھر فرانسیسی زبان نشر کی۔ (رائٹر)

ایک خصوصی اعلامیہ میں جو بحیرۂ روم کے اتحادی ہیڈ کوارٹر سے ابھی ابھی جاری کیا گیا ہے لکھا ہے کہ امریکی، برطانوی اور فرانسیسی افواج کو طاقتور ہوائی قوتوں کی امداد سے امریکی، برطانوی اور فرانسیسی بیڑوں کے ذریعہ جنوبی فرانس کے ساحل پر اتارا جا رہا ہے۔

نامہ نگار کہتے ہیں کہ اتحادی چھتری سپاہیوں کو طلوع سے قبل ساحل سے دو میل اندرون میں اتارا گیا۔ طلوع صبح کے وقت اتحادی طیاروں نے بھاری بمباری شروع کی اور پھر سات بجے سے عین قبل زبردست بحری بمباری کی گئی۔ اتحادی کروزروں اور تباہ کن جہازوں نے ساحلی مورچوں پر تقریباً ۳ گھنٹہ تک گولہ باری کی اور ابتدائی مقامات میں مقاومت ختم کر دی گئی۔ انفنٹری نے آٹھ بجے صبح پہلا حملہ شروع کیا۔ جب امریکی انفنٹری کی پہلی جمعیت جنوبی فرانس کے ایک مقام پر اتری تو جرمن مقاومت بہت کم رہی۔ ساحل پر اترنے کے ایک گھنٹہ کے اندر پہلی جمعیت کی ایک کمپنی اپنی منزل مقصود پر پہنچ گئی۔ دس بجے سے قبل دو ہزار یا اس سے زائد سپاہیوں کی سات جمعیتوں کو ساحل پر اتار دیا گیا۔ [illegible] کو اتارا گیا۔

جرمنی سے تھوڑی [illegible] جنوبی فرانس اور اطالیہ کے [illegible] ساحل کے فوجی نشانات پر دن رات [illegible] حملے کئے گئے۔ کل رات اطالیہ کے اتحادی طیاروں نے ساحل میں جہازوں اور بندرگاہی تنصیبات پر حملہ کیا۔ کل کے حملے بڑے پیمانے کے تھے جن میں سات سو پچاس بھاری طیاروں نے فرانسیسی اور اطالوی رویرا میں دشمن کے ساحلی توپخانوں پر پچاس سے زیادہ حملے کئے۔ ہمارے طیاروں نے دوسرے مقامات کے نشانوں پر بھی زبردست بمباری کی۔

جنرل ولسن کے ہیڈ کوارٹر سے سرکاری طور پر اعلان کیا گیا کہ جنوبی فرانس میں فوجیں اتارنے کا سلسلہ صبح کو کامیابی سے جاری رہا۔ خشکی اور ہوا میں خفیف مقاومت ہوئی۔ امدادی چیزوں کا اتارنا بھی کامیابی سے جاری رہا۔

اس سے قبل کی اطلاعوں میں نامہ نگاروں نے بیان کیا کہ حالات نہایت خوش آئندہ نظر آتے ہیں اور اتحادی افواج نیس اور مارسیلز کے درمیان خاصے حصہ پر قابض ہو گئیں۔ ان دو شہروں کے درمیان مختلف مقامات پر فوجیں اتاری جا رہی ہیں۔ جرمن مقاومت اس وقت تک زیادہ بڑی نہیں رہی لیکن اس سے یہ مراد نہیں کہ ہماری فوجوں کو آسانی سے فتح حاصل ہو رہی ہے یا حاصل ہونے کی توقع ہے۔

خود جرمنوں نے کینس اور ٹولون کے رقبوں میں افواج کے اترنے کی اطلاع دی ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ مارسیلز میں چھتری سپاہی اتارے گئے لیکن بعد میں انھوں نے اطلاع دی کہ وہ صرف پتلے تھے۔

جنوبی فرانس میں فوجیں اتارنے میں آٹھ سو سے زیادہ جہازوں نے حصہ لیا۔ بحیرۂ روم کے ہوائیہ کے ۲ ہزار سے زیادہ طیارے آج صبح کارروائی میں مصروف تھے۔

سینکڑوں برطانوی اور امریکی چھتری سپاہیوں کو ساحلی مورچوں سے قدرے اندرون میں اتارا گیا۔ دو ایک گھنٹہ بعد طیاروں کا [illegible] طیاروں کا زبردست بیڑا آیا اور دشمن نے ہماری مطلق مقاومت نہیں کی۔

جنوبی فرانس پر اتحادی یورش کے لندن سے اعلان ہونے کے ایک گھنٹہ کے اندر ماسکو ریڈیو نے اتحادی اعلامیہ نشر کیا۔ (رائٹر)

لازمی پس اندازی کی اسکیم

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱۰)

استثنا یا شرح میں کمی یا دیگر تبدیلی جیسا کہ پیش کردہ حالات منظور کریں گے۔ حکومت سرکار عالی کو یہ بھی اختیار دیا گیا ہے کہ خاص حالات میں وصول کردہ امانت مدت معینہ سے قبل ہی واپس کر دے۔ حکومت سرکار عالی نے اس امر کا بھی لحاظ رکھا ہے کہ باوجود اس کے کہ ان وصولیات کی نوعیت امانت کی ہوگی تاہم ناظم کے حکم کا آخری مرافعہ سرکار عالی کے پاس پیش ہو سکے گا۔ ایک نمائندہ صحافت کی جانب سے یہ دریافت کیا گیا کہ اس اسکیم کے نفاذ کی بابت کیا [illegible] رائے عامہ کی [illegible]

برطانوی حکومت پر حکمرانی کا غلبہ

جارج برنارڈ شا کے خیالات

لندن ۲۰ اگست۔ برطانوی سلطنت سے بڑھکر دنیا کی کوئی دولت حکمرانی کے خیال میں نہیں ڈوبی ہوئی ہے جب مسٹر چرچل لفظ "دولت عامہ" کو بھی "سلطنت" کا مترادف سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ ان کے حلق میں پھنستا ہے۔"

یہ الفاظ مسٹر جارج برنارڈ شا نے سنڈے پکٹوریل کے نامہ نگار سے ایک ملاقات میں اس سوال کے جواب میں کہے کہ کیا وہ اس عام خیال سے متفق ہیں کہ اہل جرمنی عوام کی حیثیت سے حکمرانی کے خیال میں اس قدر ڈوبے ہوئے ہیں کہ ان کا کچل دینا ضروری ہے۔

اخبار مذکور کے نامہ نگار نے اس سوال کے جواب میں کہ "جب جرمنی کو شکست ہو جائے گی اور وہ غیر مشروط طور پر اتحادی شرائط کو قبول کرنے پر مجبور ہو جائے تو کیا آپ اس بات کی حمایت کریں گے کہ نازیوں کو جو مجرمانہ حرکات کے مرتکب ہوئے ہیں ایک عارضی حکومت سے تخت نشینی میں شریک کیا جائے؟"

یہ تقاضا کیوں! مسٹر شا نے جواب دیا "آپ کا سوال کس قدر عجیب ہے۔ نازیوں سے آپ کا کیا مطلب ہے۔ مجرمانہ حرکات سے آپ کی کیا مراد ہے۔ آپ غیر مشروط اطاعت سے شروع ہی کیوں کرتے ہیں۔ اور پھر تخت نشینی کے ذریعہ اطاعت پذیری پر کیوں ختم کرتے ہیں۔ نازی نیشنل سوشلزم کا مخفف ہے اور یہ لفظ ہر اس شخص کے لئے نہیں ہے جو [illegible] کی ٹوپی پہنے ہو۔ سوشلزم اور کمیونزم کے بغیر عصر حاضر کی کوئی سلطنت ایک ہفتہ بھی نہیں قائم رہ سکتی جیسا کہ آپ بتلاتے ہیں ایسا کوئی فرق نازی اصولوں اور اتحادی اصولوں کے درمیان نہیں ہے۔ ہم سب آجکل کم و بیش نیشنل سوشلسٹ ہیں۔ مجرمانہ حرکات جیسے الفاظ کا جنگی کارروائیوں پر اطلاق نہیں ہو سکتا جنگ کے مقاصد خواہ کتنے ہی عظیم الشان ہوں۔ حب الوطنی بہادری اور فرض شناسی پر مبنی ہوں جنگ کے واقعات اور اعمال شرارت آمیز اور خونریزی کے طور پر خلاف تہذیب ثمران ہوتے ہیں۔ ممکن ہے کہ انتقام الزام دہی اور طعنہ زنی جنگ کے دوران میں مفید ہو لیکن صلح کانفرنس میں ان سے سوائے نقصان کے کچھ نہیں حاصل ہو سکتا۔"

[illegible] سوال کیا گیا اس اسکیم کو بغرض منظوری مجلس وضع قوانین کو بھیجا گیا۔ معتمد صاحب فینانس نے جواب دیا کہ اس اسکیم کے مرتب دینے کے دوران میں مختلف مفادات کے نمائندوں سے مشورہ حاصل کیا گیا اور صرف یہی نہیں کہ ان کی تائید اس اسکیم کو حاصل ہے بلکہ [illegible] کی حمایت بھی اس اسکیم کے ساتھ ہے اور اس کو نفاذ آرڈیننس کی صورت میں کیا جا رہا ہے۔

ایک مزید سوال کے جواب میں کہا گیا کہ یہ اسکیم جنگ کے ختم ہونے کی صورت میں بھی نافذ کی گئی ہے [illegible]

پارچہ جات

ایف۔ ڈی۔ خان اینڈ کمپنی

محی الدین بلڈنگ حیدر آباد دکن

فون نمبر ۲۰۴۶

ہندوستان کے بہترین ٹائیلٹ

نائیلا

نائیلا کریم، اسنو، برلیس نائین، آملہ ہیر آئیل، لیونڈر۔ استعمال کیجئے

سول ایجنٹ:۔

ریڈیو اینڈ ٹاکی ہوز

روبروئے حیدرآباد اسٹیٹ بنک

فون نمبر ۳۲۲

خزانہ عامرہ کی موڑ پر

بنارسی مال

کا مخزن

رام بخش جے چند (لاڈ بازار)

بیوپاریوں اور آڈر پر سپلائی کرنیوالا

مسائل حاضرہ پر چند منتخب کتابیں

جنگ اور اغذیہ۔ از ڈاکٹر انور اقبال قریشی۔ ۱۵ر

مسئلہ غذا۔ اور قیمتوں پر نگرانی

از فرہنگ (ادعیت) خاں

جنگ اور زر۔ از امتیاز حسین خان ۱۲ر

ہندوستان کے زر پر جنگ کے اثرات

از محمد احمد خان ۳ر

جنگ اور غذا کا مسئلہ۔ از شفیق الرحمن ۱۲ر

حیدرآباد کی قیمتوں پر نگرانی۔

از نظام الدین احمد ۴ر

غذا اور اس کی کمی سے پیدا ہونے والی بیماریاں

از احمد عبدالماجد ۴ر

حکومت اور نگرانی کا مسئلہ

از امتیاز حسین خان ۵ر

جنگ اور روپیہ۔ ۱۲ر

نیز اپنی ہر علمی ادبی ضرورت کیلئے مکتبہ کی یاد فرمائیے۔

مکتبہ ابراہیمیہ۔ حیدرآباد دکن

تاج محل

ہیر ڈریسنگ سیلون

لیڈیز اینڈ جنٹس

روبروئے دواخانہ ڈاکٹر لوسکر ترپ بازار

مجلہ طیلسانین

۱۔ مجلہ طیلسانین انجمن طیلسانین جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کا سہ ماہی رسالہ علمی و ادبی رسالہ ہے۔ اس کا شمار حیدرآباد کے معیاری رسالوں میں ہوتا ہے۔ اس کے دو حصہ ہیں۔ ایک حصہ عام اور دوسرا حصہ عثمانیات

۲۔ حصہ عام میں ادبیات سیاسیات عمرانیات اخلاقیات نفسیات قانونیات فلسفہ دینیات اور جمالیات پر ماہرین فن کے مضامین شائع ہوتے ہیں۔

۳۔ حصہ عثمانیات صرف معاشی عنوانات کے لئے وقف ہوتا ہے اس میں تنقیدی اور علمی مباحث پر اہل قلم کے مضامین شامل ہوتے ہیں مقامی اور بیرونی مسائل حاضرہ پر خالص علمی پیرایہ میں بحث کی جاتی ہے۔

۴۔ یہ رسالہ رائل سائز کے ۲۰۰ صفحات پر مشتمل ہوتا ہے۔ اعلیٰ مضامین اور اس قدر زیادہ حجم کے باوجود اس کا سالانہ چندہ مقامی خریداروں سے پانچ روپیہ سکہ عثمانیہ اور بیرونی خریداروں سے پانچ روپیہ بارہ آنے سکہ عثمانیہ انگریزی معہ محصول ڈاک رکھا گیا ہے۔ قیمت فی پرچہ عہ ہے

ملنے کا پتہ:۔ دفتر مجلہ طیلسانین (انجمن طیلسانین عثمانیہ) نمائش گاہ باغ عامہ ٹیلیفون نمبر ۲۵۵۵

مہاراجہ وجیٹبل ہیر آئیل

طلائی تمغہ یافتہ

بالوں کو بڑھاتا ہے سفیدی کو روکتا ہے

آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے اور فرحت بخشتا ہے۔

قیمت فی شیشی (۱ عہ)

بھگوان اینڈ کمپنی گلزار حوض

علامہ اقبال کی تقریروں مضامین و

مضامین اقبال مقالات کا مجموعہ (۲۰۰) صفحات بڑی سائز بہترین کتابت طباعت عمدہ کاغذ مجلد رنگین ٹائیٹل مردوں قیمت دو روپیہ آٹھ آنے سکہ کلدار۔ ملنے کا پتہ

احمد حسین حیدر علی دواخانہ پیشہ مینار

احمدیہ پریس چارمینار میں طبع ہو کر دفتر مملکت سانچہ توپ سے شائع ہوا۔